عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۶ | ۱۳ تا ۱۹ صفر المظفر ۱۴۱۸ھ بمطابق ۲۰ تا ۲۶ جون ۱۹۹۷ء | شمارہ نمبر ۴

کیا قادیانی کو جج بنایا جاسکتا ھے؟

توبہ کیسے کریں؟

کامل ایمان والے

رواداری کے نام پر آئین کی خلاف ورزی

ایک فلپائنی عیسائی کا قبولِ اسلام

قیمت: ۵ روپے

آپ کے مسائل

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

(شمیمہ بیگم' کراچی)

س : میں نے آپ کو یہ مسئلہ لکھا تھا کہ پلاٹ میرے والد نے خریدا تھا' والد کی زندگی میں ہی یہ مکان بھائی کے پیسے سے بنا پھر بھائی کی شادی ہوئی ڈھائی سال بعد بھائی حادثے کا شکار ہو گیا' آپ نے جواب دیا پلاٹ میں بیٹیوں' بیٹے اور بیوی کا حصہ ہے' مکان کی عمارت میں بھائی کی بیوی' بچوں اور ماں کا حصہ ہے' بھابھی مکان کا مختار نامہ اپنے نام کروا رہی ہیں' بھابھی کے فریق کہتے ہیں کہ پلاٹ کے حصے پرانی خرید سے دیں گے' جبکہ آپ نے ایک مسئلہ کا جواب یہ دیا تھا کہ حصہ موجودہ قیمت سے دیا جائے۔

دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ بھائی کے انتقال کے بعد اتنا پیسہ بیوی کو ملا ہے کہ اس کا منافع ۱۰ ہزار ملتا ہے' گاڑی فروخت کی اس کا بھی پیسہ ہے' مکان کا ایک حصہ کرایہ پر دیا ہوا ہے' اس مسئلہ میں بھی اس کے فریق یہ کہتے ہیں کہ بیٹے کے پیسے میں ماں کا کوئی حصہ نہیں' کیوں کہ پیسہ اس کے انتقال کے بعد ملا ہے۔ یہ بیٹے کا ورثہ نہیں ہے' آنجناب شریعت کی رو سے جواب مرحمت فرمائیں۔

ج : پہلا خط ساتھ بھیجا جائے۔

(قاضی محمد ایوب' کوٹ ادو)

س : مجھے ایئرفورس سے تقریباً" ۴ لاکھ روپے ایک یا دو ماہ میں ملنے کی توقع ہے (یعنی جمادی الثانی یا رجب میں) کیا مجھے فوراً" حج پر چلے جانا چاہئے یا اس رقم کو کاروبار میں لگا کر جب اس کا منافع ملے تب حج پر جانا چاہئے؟

ج : حج تو آپ پر فرض ہو گیا حج کی رقم سے زائد جو رقم ہے اس کو کاروبار میں لگادیں۔

(محمد قابل' روہڑی)

س : ایک صاحب مرنے سے پہلے اپنی لڑکی کو میری کفالت میں اس شرط پر دے گئے تھے کہ میں اسے اپنے بیٹے سے بیاہ دوں' اب لڑکا لڑکی دونوں جوان ہو چکے ہیں' اب لڑکی کے تمام قریبی رشتہ جو شیعہ ہیں' مجھ پر دباؤ ڈال رہے ہیں کہ میں لڑکی کو ان کے حوالے کردوں تاکہ وہ اپنی مرضی کے مطابق اس کی شادی کر سکیں' جبکہ لڑکی کہتی ہے کہ میں مرجاؤں گی لیکن ان کے پاس نہیں جاؤں گی اب کیا کیا جائے؟

ج : لڑکی اگر عاقلہ بالغہ ہے تو اس کی مرضی سے نکاح کردیں' وہ تحریری طور پر آپ کو اپنا ولی مقرر کرکے نکاح کی اجازت دیدے' لڑکی کو ان لوگوں کے سپرد نہ کیا جائے۔ واللہ اعلم

(محمد طاہر خان' کراچی)

س : اختلاف امت اور صراط مستقیم میں آپ نے انگوٹھے چومنے کے بارے میں تحریر فرمایا ہے کہ بعض لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سن کر انگوٹھے چومتے ہیں اور اس کے ثبوت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے ایک روایت نقل کی جاتی ہے' بد قسمتی سے اس میں مذکورہ بالا تین شرطوں میں سے ایک بھی نہیں پائی جاتی۔

اول تو وہ روایت ایسی مہمل ہے کہ ماہرین علم حدیث نے اس کو موضوع اور من گھڑت کہا ہے۔ دوسرے یہ روایت اصل دین میں سے کسی اصول کے تحت داخل نہیں

تیسرے اس کو کرنے والے نہ صرف سنت سمجھتے ہیں بلکہ اعلیٰ تر شعار اور علامہ شامی اور دیگر اکابر نے ایسا کرنے کو افتراء علی الرسول قرار دیا ہے۔ یہ عبارت "اختلاف امت اور صراط مستقیم" میں سے لی گئی ہے' میرا سوال یہ ہے کہ آپ نے وہ روایت نقل نہیں فرمائی جو حضرت ابوبکرؓ سے منسوب ہے؟

ج : موضوع روایت کے نقل کرنے سے میں نے قصداً" احتراز کیا ہے' جو لوگ اس بدعت کو اپنائے ہوئے ہیں وہ آپ کو اس روایت کی نشاندہی کردیں گے' اگر مجھ ہی سے معلوم کرنی ہے تو دفتر میں تشریف لائیں۔

(ممتاز خان' کراچی)

س : میرے لئے دو رشتے آئے ہیں' ایک شخص باہر ملازمت کرتا ہے وہ صرف سال میں پندرہ دن کے لئے ملنے آسکتا ہے اور مجھے بقیہ عرصہ بھائی کے گھر رہنا پڑے گا' خرچہ وہ بھیجے گا' دوسرا شخص سرکاری افسر ہے لیکن وہ رشوت لیتا ہے' اس کا کہنا ہے کہ وہ مجھے اپنے ساتھ ہی رکھے گا۔ میں ذہنی مریضہ ہوں احساس محرومی کا شکار ہوں' کسی کے بغیر کہیں آجا نہیں سکتی' آنجناب میری رہنمائی فرمائیں

ج : میرے خیال میں دوسرا رشتہ بہتر ہے' جب کہ اس کے ساتھ طے کرلیا جائے کہ وہ صرف حلال کی کمائی (خواہ تھوڑی ہو) سے آپ کا نان و نفقہ دیا کرے' استخارہ بھی کرلیں۔ انشاء اللہ یہ رشتہ بہتر رہے گا۔ والسلام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر مسئول: عبدالرحمٰن باوا

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر: مولانا اللہ وسایا

جلد ۱۶ شمارہ ۴ — ۱۴ تا ۱۹ صفر المظفر ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۰ تا ۲۶ جون ۱۹۹۷ء — قیمت: ۵ روپے

اس شمارے میں

- کیا قادیانی کو جج بنایا جاسکتا ہے؟ ۴
- رواداری کے نام پر آئین کی خلاف ورزی (جسٹس (ر) رفیق تارڑ) ۷
- توبہ کیسے کریں؟ (مولانا محمد یوسف لدھیانوی) ۸
- کامل ایمان والے............(جناب محمد طاہر) ۹
- نبوت دل پر اترتی ہے یا دماغ پر؟ (علامہ ڈاکٹر خالد محمود) ۱۳
- خلافت مقصد تخلیق آدم علیہ السلام (مولانا محمد یاسین گرگناڑی) ۱۸
- ایک فلپینی عیسائی کا قبول اسلام ۲۱
- ماہ صفر تاریخی، شرعی، سیاسی حیثیت (محمد عمر فاروق شیخ) ۲۴
- مرزا غلام احمد کی چند بچی باتیں (مولانا عبداللطیف مسعود) ۲۴

مجلس ادارت

- مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری
- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا نذیر احمد تونسوی
- مولانا منظور احمد حسینی
- مولانا محمد جمیل خان
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- مولانا محمد اشرف گوکھر

سرکولیشن مینجر

- محمد انور

قانونی مشیر

- حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و تزئین

- ارشد دوست محمد، فیصل عرفان

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ایم اے جناح روڈ، کراچی
فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر

حضوری باغ روڈ ملتان فون ۵۸۳۲۸۶-۵۱۴۱۲۲ فیکس ۵۴۲۲۷۷

LONDON OFFICE

35 STOCKWELL GREEN
LONDON SW9 9HZ U.K.
PHONE: 0171 737-8199

زرِ تعاون

سالانہ: ۲۵۰ روپے
ششماہی: ۱۲۵ روپے
سہ ماہی: ۷۵ روپے

اگر دائرے میں سرخ نشان ہے تو سالانہ زرِ تعاون ارسال فرما کر رسالہ کی خریداری کی تجدید کروالیجئے ورنہ پرچہ بند کردیا جائے گا

زرِ تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا	۹۰ امریکی ڈالر
یورپ، افریقہ	۷۰ امریکی ڈالر
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات	
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک	۶۰ امریکی ڈالر

چیک / ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پُرانی نمائش، اکاؤنٹ نمبر ۹-۳۸۷ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

ناشر: عبدالرحمٰن باوا — طابع: سید شاہد حسن
مطبع: القادر پرنٹنگ پریس — مقام اشاعت: ۱۰۳ مزرقہ لائن کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا قادیانی کو جج بنایا جا سکتا ہے؟

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا شروع سے موقف یہ رہا ہے کہ قادیانی چونکہ حضور اکرم ﷺ کی ذات سے مخلص نہیں اس لئے وہ پاکستان اور مسلمانوں سے کسی صورت میں مخلص نہیں ہو سکتے۔ اس لئے ان کو کلیدی اسامیوں خصوصاً "منصب قضاء پر فائز نہیں ہونا چاہئے کیونکہ عدالت عالیہ ایک مقدس ادارہ ہے اور اس میں قادیانی سے متعلق آئینی مسائل پیش ہوتے رہتے ہیں اگر کسی مسئلہ میں قادیانی نے غلط فیصلہ دے دیا تو وہ نظیر بن جائے گا اور مسلمانوں کو نقصان پہنچے گا۔ عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ جب ہندو اور عیسائی وغیرہ جج بن سکتے ہیں کلیدی عہدوں پر فائز ہو سکتے ہیں تو قادیانی کیوں نہیں بن سکتے۔ اس سلسلے میں ہم پہلے بھی کئی دفعہ وضاحت کر چکے ہیں۔ لیکن حکومتی ارکان اور آج کے نئے پڑھے لکھے لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات آئی نہیں کہ قادیانی اور دیگر کافروں میں کیا فرق ہے؟ اس سلسلے میں حضرت اقدس مرشد العلماء حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب نے "قادیانی اور دیگر کافروں میں فرق" کے عنوان سے ایک رسالہ بھی تحریر کر چکے ہیں۔ قادیانی وزیر کنور ادریس کے سلسلے میں بھی یہ سوال بہت زیادہ اٹھایا جاتا رہا ہے۔ گزشتہ دنوں ججوں کی تقرری کے موقع پر لاہور کے چیف جسٹس صاحب اور گورنر پنجاب نے بھی بیان جاری کیا کہ قادیانی آئین کے مطابق جج بن سکتے ہیں۔ اس سلسلے میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رابطہ سیکریٹری حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب نے گورنر پنجاب کی خدمت میں ایک مراسلہ بھیجا ہے پہلے وہ خط ملاحظہ فرمائیں:

بخدمت عالی جناب گورنر پنجاب

السلام علیکم مزاج گرامی!

آج ۳۱ مئی ۱۹۹۷ء کے اخبارات میں جناب کا بیان شائع ہوا ہے کہ:

○ آئین میں قادیانیوں کے جج بنائے جانے پر کوئی پابندی نہیں۔

○ جس جج کے متعلق قادیانی ہونے کا الزام تھا وہ خود کو مسلمان کہتا ہے' ختم نبوت کا اقرار کرتا ہے' جو خود کو مسلمان کہے اس کے بیان پر یقین کرلینا چاہئے۔

جناب والا! اسی طرح کا بیان سابق چیف جسٹس لاہور کا بھی شائع ہوا ہے آپ سے استدعا ہے کہ:

○ ہمیں تسلیم ہے کہ اقلیتوں کے جج بننے پر آئین میں کوئی پابندی نہیں۔ لیکن سوال صرف اتنا ہے کہ ایک ایسی اقلیت (قادیانی) جو سرے سے آئین کو تسلیم ہی نہیں کرتی اپنے آپ کو آئین پاکستان کے علی الرغم مسلمان کہتی ہے۔ دنیا بھر کے مسلمانوں کو کافر گردانتی ہے۔ اقلیتوں میں بطور پالیسی کے اپنے ووٹ درج نہیں کراتی۔ ظاہر ہے کہ ان کے یہ اقدامات آئین پاکستان سے کھلی بغاوت ہے۔ باقی اقلیتیں آئین کو تسلیم کرتی ہیں ان کے جج یا کسی اعلیٰ عہدے پر فائز ہونے پر کسی مسلمان نے اعتراض نہیں کیا۔ ایک مسیحی چیف جسٹس رہا ہے۔ وہ اقلیتیں جو آئین کی وفادار ہیں ان کو قادیانی اقلیت پر قیاس کرنا جو آئین سے انحراف کرتی ہے کیا یہ زیادتی نہیں؟ دن و رات ظلمت و نور وفاداری و غداری کو ایک پیمانہ سے ناپنا یہ آپ جیسے حضرات کی عظمت کے منافی ہے۔

قادیانیوں کا ایک جج اسلام بھٹی موجود ہے' تناسب آبادی کے اعتبار سے مزید قادیانی جج لینا کیا یہ مسلمان اکثریت سے صریحاً ظلم اور زیادتی نہیں؟

○ جس جج کے متعلق کہا گیا کہ وہ قادیانی ہے وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا ہے ہمیں یقین کرلینا چاہئے۔ قبلہ! تمام قادیانی اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں' ان کے اس بیان کو کیسے تسلیم کرلیں یہ تو پاکستان کے آئین سے صریح انحراف ہے۔ پھر قادیانی تمام دنیا کے مسلمانوں کو جو مرزا قادیانی کو نہیں مانتے "آپ کے اور میرے سمیت" وہ سب کو کافر قرار دیتے ہیں۔ کیا ان کے اس بیان کو بھی صحیح تسلیم کرلینا چاہئے؟

○ پھر آپ کا یہ استدلال کہ وہ ختم نبوت کا اقرار کرتا ہے۔ قبلہ! دھوکہ و دجل اسی کا نام ہے کہ ختم نبوت کا اقرار بھی کریں اور مرزا کو نبی بھی مانیں۔ اس دھوکہ دہی کا دوسرا نام قادیانیت ہے۔ ہمیں کسی مسلمان کو قادیانی بنانے کا شوق نہیں۔ قادیانیت بحمد تعالیٰ ایک گالی بن چکی ہے۔ کسی مسلمان کو قادیانی کہنا دوسرے لفظوں میں اسے کافر کہنے کے برابر ہے۔ جس کا کوئی مسلمان تصور بھی نہیں کرسکتا۔ لیکن سوال صرف یہ ہے کہ جو شخص صرف یہ کہے کہ میں مسلمان ہوں قادیانی نہیں ختم نبوت کو مانتا ہوں۔ اتنی بات سے وہ مسلمان سمجھا جاسکتا ہے۔ غور فرمایئے کہ اس بات کو ہر قادیانی طوطے کی رٹ کی طرح اپنائے ہوئے ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ جس شخص پر قادیانی ہونے کا الزام لگے۔ خدا کرے کہ وہ غلط ہو اور وہ شخص مسلمان ہو تو آئین پاکستان کے مطابق کھلے لفظوں میں اسے اپنے عقیدے کا اعلان کرنا چاہئے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے پیروکاروں کو کافر تسلیم کرتا ہے۔ جب تک وہ یہ نہیں کہے گا اس کے متعلق ابہام دور نہیں ہوگا۔ زیر بحث جج صاحب کو علیحدہ اسی عنوان کا عریضہ لکھا جارہا ہے۔ اور

آپ سے بھی استدعا ہے کہ جب تک وہ مرزا قادیانی کے کفر کا آئین کے مطابق اعلان نہیں کرتے۔ اس وقت تک ان کے قادیانی ہونے کے الزام کی نفی نہیں ہوسکتی۔ ختم نبوت کا مسئلہ انتہائی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے۔ اس پر برصغیر بالخصوص اسلامیان پاکستان کی طویل ترین اسلامی جذبہ سے جدوجہد ایک لازوال درجہ کی حامل ہے۔ قادیانیوں کو جج بنانا آئین سے منحرف ایک گروہ کو آئین کی پامالی کی سند جواز مہیا کرنے کے مترادف ہے۔ ساتھ ہی سابق ریٹائرڈ جج سپریم کورٹ جناب چوہدری محمد رفیق تارڑ کا ایک مضمون لف ہے۔ ان تلخ گزارشات کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ آئندہ بننے والے ججوں کی فہرست میں ایک جنونی متعصب قادیانی ملک افضل خان کا نام بھی ہے۔ اور ایک منیر صاحب کے متعلق بھی اس قسم کا خدشہ ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ جان بوجھ کر آئین کو بازیچہ اطفال بنانے اور اسلامیان عالم کی ختم نبوت سے لازوال وابستگی کو مجروح کرنے کے مترادف ہے۔

امید ہے کہ نہ صرف توجہ فرمائیں گے بلکہ اس کے ازالہ کی بھی سعی فرمائیں گے۔

والسلام

فقیراللہ وسایا

رابطہ سیکریٹری مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

جناب مولانا اللہ وسایا صاحب کے خط سے آپ کو اس سوال کا بحمد حد تک جواب مل گیا ہوگا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا موقف یہ ہے کہ اقلیتوں کو حقوق اس صورت میں دیئے جاتے ہیں جب وہ اپنے آپ کو اقلیت تسلیم کرکے اس ملک کے آئین اور قانون کے پابند بن جائیں گے' اگر کوئی اقلیت آئین کو تسلیم نہیں کرتی تو کسی صورت میں اقلیتی حقوق اس کو نہیں دیئے جاسکتے بلکہ ان کے ساتھ باغیوں اور مخالفین والا سلوک کرکے اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جاتی ہے۔ قادیانی گروہ ابتداء سے مسلمانوں اور پاکستان کا دشمن رہا' جدوجہد آزادی میں انگریزوں سے وفاداری کا اعلان کیا۔ کشمیر ان کی وجہ سے بھارت کو ملا' پاکستان بننے کے بعد اکھنڈ بھارت کا خواب دیکھتے رہے' بلوچستان اور پاکستان کو احمدی اسٹیٹ بنانے کی کوشش کی۔ ۷۴ء کی آئینی ترمیم کی مخالفت ہی نہیں کی بلکہ اکثر عدالتوں میں اس کو چیلنج کیا۔ اب اس ترمیم اور ۱۹۸۴ء کے امتناع قادیانیت آرڈیننس کو تسلیم نہیں کررہے' جب ایک اقلیتی گروپ آئین کو تسلیم ہی نہیں کرتا اس کے باوجود ہماری طرف سے بار بار یہ کہنا کہ قادیانی آئین کے تحت جج بن سکتے ہیں' قادیانی وزیر بن سکتے ہیں' قادیانی کلیدی عہدوں پر فائز ہوسکتے ہیں' آئین کے ساتھ مذاق نہیں تو اور کیا ہے؟ اس لئے ہمارا مطالبہ ہے کہ آئین میں قادیانیوں سے متعلق واضح لکھ دیا جائے کہ وہ اگر آئینی ترمیم کو تسلیم کرکے اپنے آپ کو قادیانی تسلیم کریں تو ان کو اقلیتوں والے حقوق دیئے جائیں گے۔ آئین کے باغی کو ہم کسی صورت میں آئینی حقوق مانگنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

پی آئی اے میں قادیانیوں کی شرانگیزیاں

گزشتہ صفحات میں ہم نے پی آئی اے سے متعلق قادیانیوں کی شرانگیزیوں سے آگاہ کیا تھا' ہماری تائید ہفت روزہ تکبیر کی رپورٹ میں بھی ہوگئی جناب شاہد خان عباسی صاحب چیئرمین ہوکر تشریف لاتے ہی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ان کو فیکس روانہ کیا ہے کہ مجلس کے وفد کو ملاقات کا وقت دیں۔ امام حرم کعبہ کو فیکس کیا گیا کہ وہ جدہ میں قادیانی افسر کی تعیناتی کا نوٹس لیتے ہوئے اس کو سعودیہ سے باہر نکلوائیں۔ ہم پی آئی اے کی انتظامیہ سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ پی آئی اے میں قادیانیت کو لگام دیں ورنہ حالات کی خرابی کی ذمہ داری پی آئی اے کی انتظامیہ پر ہوگی۔ بالمشافہ ملاقات میں ہم تفصیل سے قادیانیوں کی شرانگیزیوں کا تذکرہ کریں گے۔

سینئر جسٹس (ر) رفیق تارڑ

رواداری کے نام پر آئین کی خلاف ورزی

قادیانیوں کو چھوڑ کر دنیا بھر کے غیر مسلم وہ عیسائی ہوں یا پارسی ' ہندو ہوں یا سکھ ' بدھ مت کے پیروکار ہوں یا دہریئے سب کے سب دنیا کے ایک عرب سے زائد مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے ' مانتے اور مسلمان کہتے ہیں یہ صرف قادیانی ہی غیر مسلم ہیں جو مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں اور اپنے آپ کو مسلمان سمجھتے ہیں

آج کل لاہور ہائی کورٹ میں نئے ججوں کی تقرری کے سلسلہ میں اخبارات کے ذریعہ منظر عام پر آنے والی خبروں میں بتایا جارہا ہے کہ جن قادیانی سیشن ججوں کی بطور ہائی کورٹ جج تقرری کی سفارش سابق چیف جسٹس لاہور ہائی کورٹ جناب خلیل الرحمان خان صاحب نے نہیں کی تھی ان کا معاملہ دوبارہ زیر غور لایا گیا ہے۔ وجہ یہ بتائی جارہی ہے کہ اگر عیسائی یا پارسی حضرات اعلیٰ عدالتوں کے جج بن سکتے ہیں تو قادیانی کیوں نہیں؟

بادی النظر میں یہ بات عام آدمی کو اپیل کرتی ہے مگر قادیانی عقائد کا علم رکھنے والے جانتے ہیں کہ اس دلیل میں قطعاً" کوئی وزن نہیں۔ قادیانیوں کو چھوڑ کر دنیا بھر کے غیر مسلم وہ عیسائی ہوں یا پارسی ' ہندو ہوں یا سکھ بدھ مت کے پیروکار ہوں یا دہریئے سب کے سب دنیا کے ایک ارب سے زیادہ مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے 'مسلمان مانتے اور مسلمان کہتے ہیں۔ یہ صرف قادیانی اور لاہوری فرقہ کے مرزائی غیر مسلم ہی ہیں جو ایک ارب سے زیادہ مسلمانوں کو کافر قرار دیتے اور صرف خود کو مسلمان سمجھتے ہیں۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کا آرٹیکل ۲۶۰ قادیانیوں اور لاہوری مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیتا ہے جسے یہ لوگ تسلیم نہیں کرتے۔ اس کا حتمی ثبوت یہ ہے کہ کسی قادیانی سرکاری ملازم یا کسی قادیانی چھوٹے یا بڑے جج (بشمول لاہور ہائی کورٹ کے قادیانی جج کے جسے انتہائی اہم بینچ کا رکن مقرر کیا گیا ہے) کا پاکستان میں کسی انتخابی حلقہ میں ووٹ درج نہیں ہے چونکہ ان کا ووٹ صرف غیر مسلموں کی فہرست میں درج ہو سکتا ہے اس لئے وہ اپنا ووٹ نہیں بنواتے اور آئین کے آرٹیکل ۲۶۰ کی کھلم کھلا خلاف ورزی کرتے ہوئے اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم نہیں کرتے۔

چیف جسٹس صاحبان پتہ کروالیں کہ جن قادیانیوں کو وہ ہائی کورٹ کا جج بنانا چاہتے ہیں کیا ان کے ووٹ غیر مسلم ووٹروں کی فہرست میں پاکستان کے کسی انتخابی حلقہ میں درج ہیں؟ اگر نہیں اور یقیناً" نہیں تو پھر چیف جسٹس صاحبان اس بات پر غور فرمائیں کہ جو لوگ آئین کے آرٹیکل ۲۶۰ کو تسلیم ہی نہیں کرتے وہ اعلیٰ عدالتوں کے جج بن جانے کی صورت میں کون سے آئین کا "تحفظ اور دفاع" کرنے کا حلف اٹھائیں گے۔ ان کا حلف اٹھانا تو ایسے ہی ہو گا جیسے کوئی خدا کا منکر دھوکہ باز خدا کی قسم اٹھا کر کسی معاملہ میں چالاکی اور عیاری سے دھوکا بازی کر جائے۔ کیا کسی ایسے شخص سے آئین پاکستان کے تحفظ اور دفاع کا حلف لینا جو آئین پاکستان یا اس کے کسی حصے کو تسلیم ہی نہ کرتا ہو خود حلف دینے والے کے حلف کو مشکوک یا متنازع نہیں بنا دے گا؟ فاضل چیف جسٹس صاحبان ان قادیانی امیدواروں سے جنہیں وہ اعلیٰ عدالت کا جج بنانا چاہتے ہیں خود بالمشافہ دریافت فرمائیں کہ کیا وہ آئین پاکستان کے آرٹیکل ۲۶۰ کی رو سے اپنے آپ کو غیر مسلم تسلیم کرتے ہیں۔ ساری حقیقت کھل جائے گی۔

صوبہ پنجاب میں قادیانی ووٹروں کی تعداد ۳۰۸۸ ہے ' ان میں کسی اعلیٰ یا ماتحت عدالت کے کسی قادیانی کا ووٹ درج نہیں ہے۔ ۳۰۸۸ ووٹوں پر وہ پنجاب میں اعلیٰ عدالت کے جج کی ایک اسامی حاصل کر چکے ہیں اس صوبہ میں مسلمان ووٹروں کی تعداد تین کروڑ اکیس لاکھ سے زیادہ ہے۔ اگر مسلمانوں کو ۳۰۸۸ ووٹوں پر ایک اسامی دی جائے تو لاہور ہائی کورٹ میں مسلمان ججوں کی تعداد سات ہزار آٹھ سے زیادہ ہونی چاہئے جبکہ یہاں کل منظور شدہ اسامیوں کی تعداد صرف پچاس ہے۔ گزشتہ دنوں اخباری خبروں سے یہ معلوم ہوا تھا کہ ایک "اہم شخصیت" قادیانیوں کو

باقی صفحہ ۲۰ پر

ضبط و تحریر: مولانا محمد طیب لدھیانوی

توبہ کیسے کریں؟

حکیم العصر حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ نائب امیر مرکزیہ کی ایک تقریر جو حضرت والا نے جامع مسجد فلاح نصیر آباد کراچی میں ایک عظیم اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمائی۔ افادہ عام کے لئے شائع کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔ (ادارہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ و کفیٰ وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ امابعد

تو آج مختصر طور پر توبہ کے بارے میں کچھ عرض کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچی توبہ کی توفیق عطا فرمائیں۔ یوں کہتے ہیں کہ توبہ سالکین کی منازل میں سے پہلی منزل ہے یعنی سالک جو اللہ تعالیٰ کے راستے پر چلنے کا قصد رکھتا ہو، اس کا سب سے پہلا کام اور پہلا قدم سچی توبہ کرنا ہے۔ توبہ کی حقیقت کو سمجھنے کے لئے چند باتیں ذہن میں رکھنا بہت ضروری ہیں۔ اول یہ کہ توبہ کے معنی لوٹ کے آنے کے ہیں، بندہ جب گناہوں میں مبتلا ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ سے دور جا پڑتا ہے، اور جب توبہ کرتا ہے تو گویا لوٹ کر واپس آجاتا ہے، توبہ کے لئے سب سے پہلی بات تو یہ ضروری ہے کہ آدمی کے دل میں یہ مضمون پیدا ہوجائے کہ گناہ کرکے میں اللہ تعالیٰ سے دور ہوگیا ہوں، اور میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ میں مجرم ہوں، اس احساس کے ساتھ اس کے دل میں ندامت پیدا ہوگی، دل میں شرمسار اور شرمندہ ہوجانا اور آنکھیں اوپر نہ اٹھاسکنا۔ حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے جب خطاء کا صدور ہوا تھا، اور ان کو حکم دیا گیا تھا کہ زمین پر اتر جاؤ، تو یوں کہتے ہیں کہ سو سال تک انہوں نے نظر اوپر اٹھا کر نہیں دیکھا، اپنے آپ کو قصوروار سمجھتے تھے، اور قرآن کریم میں ان کی توبہ کی دعا نقل کی ہے کہ حضرت آدم اور حضرت حوا علیہما الصلوٰۃ والسلام دونوں نے کہا:

ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین

ترجمہ "اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے، اپنا نقصان کرلیا ہے۔ اور اگر آپ ہماری بخشش نہیں فرمائیں گے۔ اور ہم پر رحم نہیں فرمائیں گے تو کوئی شبہ نہیں کہ ہم خسارا پانے والوں میں سے ہوجائیں گے۔"

تو پہلی چیز یہ کہ ہمیں واقعتاً احساس ہوجائے کہ ہم گناہ کرکے مجرم کی حیثیت اختیار کرچکے ہیں، اور ہمارے دل میں ندامت پیدا ہوجائے کہ واقعی ہم سے قصور ہوا ہے، حدیث شریف میں فرمایا ہے التوبۃ الندم توبہ ندامت کا نام ہے۔ کسی شخص کے دل میں ندامت ہی پیدا نہ ہو اور زبان سے توبہ کرتا رہے یہ توبہ نہیں ہے۔ تو جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ توبہ کا پہلا قدم یہ ہے کہ آدمی کے دل میں ندامت پیدا ہو اور وہ اپنے آپ کو قصوروار سمجھے۔ تو اس کے لئے سب سے پہلے یہ ضروری ہوا کہ گناہوں کا علم ہو، جو آدمی گناہ کو گناہ نہیں سمجھتا تو اس کے دل میں ندامت پیدا نہیں ہوگی۔ وہ یہ کہے گا کہ میں نے کونسا قصور کیا ہے؟ کہ توبہ کروں؟ بے شمار لوگ ایسے ہیں جو گناہ سے واقف ہی نہیں یعنی یہ بھی معلوم نہیں کہ ہم گناہ کررہے ہیں اس بناء پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صغیرہ اور کبیرہ گناہوں کو بیان کرنے کا اہتمام فرمایا ہے۔ تاکہ امت کو معلوم ہوجائے کہ یہ چیزیں گناہ ہیں۔ صغیرہ گناہوں کو تو ضبط کرنا ہی مشکل ہے، لیکن کبیرہ گناہوں کی بعض اکابر نے فہرست مرتب کردی ہے۔ اور اس کے لئے مستقل کتابیں لکھی گئی ہیں۔ ان میں شیخ ابن حجر مکیؒ کی کتاب "الزواجر عن اقتراف الکبائر" اچھی کتاب ہے۔ اس موضوع پر حافظ شمس الدینؒ کا بھی ایک مختصر سا رسالہ ہے، اس میں بھی کبیرہ گناہوں کی فہرست جمع ہے، حضرت حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی تھانوی قدس سرہ نے بھی کبیرہ گناہوں پر "جزاء الاعمال" کے نام ایک رسالہ لکھا ہے۔ اور حضرت مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ کا بھی ایک رسالہ ہے "گناہ بے لذت"۔ اس میں بھی کبیرہ گناہوں کو جمع کیا ہے۔ حضرت مولانا احمد سعید دہلویؒ کا ایک رسالہ ہے "دوزخ کا کھٹکا" اس میں اچھا مجموعہ گناہ کبیرہ کا جمع کردیا گیا ہے۔ کبیرہ گناہ بہت سے ایسے ہیں جو انسان کے دل سے تعلق رکھتے ہیں، بہت سے ایسے ہیں جو

زبان سے تعلق رکھتے ہیں' بہت سے ایسے ہیں جو کان سے تعلق رکھتے ہیں' بہت سے ہاتھ سے تعلق رکھتے ہیں' بہت سے پیٹ سے تعلق رکھتے ہیں' بہت سے شرمگاہ سے تعلق رکھتے ہیں' تو ان گناہوں کا ہمیں علم ہو' اور اللہ تعالیٰ نے اور اس کے رسول ﷺ نے جو ان گناہوں پر وعیدیں سنائی ہیں کہ ایسا کرنے والے کو یہ سزا ملے گی وہ بھی ہمارے سامنے ہوں' اور اس بات کا یقین ہو کہ یہ سزائیں جو ذکر فرمائی گئی ہیں اگر اللہ معافی عطانہ فرمائیں تو پھر ان سزاؤں کا ہم سے تحمل نہیں ہوسکے گا۔ تو یہ دوسری چیز ہوئی' یعنی ہم کو گناہوں کا اور ان پر ملنے والی سزاؤں کا علم ہو تاکہ اس پر ندامت کا مضمون پیدا ہو۔ اور تیسری چیز کہ جب یہ معلوم ہوگیا کہ میں مجرم ہوں اور مجھ سے قصور ہوا ہے تو دل کے ساتھ اور زبان کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی کا خواستگار ہو' صرف زبان سے نہیں' بلکہ یوں سمجھے کہ مجرم کو حاکم کے سامنے پکڑ کر لایا گیا ہے یا کسی بھگوڑے غلام کو آقا کے سامنے لایا گیا ہے اس وقت وہ دل سے بھی شرمندہ ہوگا اور زبان سے بھی معافی کا خواستگار ہوگا اگر کوئی غلام یا کوئی مجرم حاکم کے سامنے لایا جائے اور وہ زبان سے کچھ نہ کہے۔ لوگ اس کو کہا کرتے ہیں کہ ارے معافی مانگ لے کہدے کہ مجھ سے غلطی ہوگئی۔ معاف کردیجئے۔ لیکن اگر وہ نہیں بولتا اور اپنے قصور کا اقرار کرکے معافی کا طالب نہیں ہوتا تو حاکم کو غصہ آنا ہی چاہئے' لیکن اس پر دیکھنے والوں کو بھی غصہ آتا ہے کہ بدبخت کے منہ سے اتنا بھی نہیں نکلتا ہے کہ مجھے معاف کردو۔ بھول ہوگئی ہے غلطی ہوگئی ہے معاف کردیں۔ تو تیسری چیز ہے زبان اور دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا۔ چوتھی بات یہ کہ سچے دل سے توبہ کرتے ہوئے اس بات کا بھی یقین رکھے کہ اللہ تعالیٰ تواب ہیں۔ توبہ قبول کرنے والے ہیں' ضرور قبول فرمائیں گے میری توبہ اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو بڑے سے بڑے گناہگار کو معاف کرسکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معاف کرنے والا نہیں ہے' یہاں پر آکر شیطان دھوکہ دیتا ہے اور وہ بندے سے کہتا ہے کہ تو نے اتنے گناہ کئے ہیں اتنے گناہ کئے ہیں اب تو معافی کے لائق نہیں رہا' تیرے گناہوں کو کیسے معاف کیا جاسکتا ہے؟ دیکھ تو سہی کہ تو نے کتنے جرائم کئے ہیں؟ شیطان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ یہ رحمت سے مایوس ہوجائے توبہ نہ کرے اسی مقصد کے لئے شیطان اس کے گناہوں کو اتنا بڑا کرکے یہ پیش کرتا ہے کہ اس کو یقین ہوجائے کہ میری کسی طرح بھی معافی نہیں ہوسکتی میں ایسا گناہگار ہوں کہ لائق رحمت ہی نہیں رہا۔ اس کو کہتے ہیں کہ مایوسی کفر ہے۔ شیطان گناہ کو دیکھا کر مایوس کرنا چاہتا ہے تاکہ بندہ اللہ تعالیٰ سے معافی نہ مانگے' نعوذباللہ تو چوتھی چیز یہ ہے کہ آدمی شیطان کے اس مکر کو سمجھے' وہ گناہ کراتے وقت تو کہتا ہے کہ گناہ کرلے' اللہ بڑا غفور و رحیم ہے' معافی مانگ لینا اور جب بندہ نے حماقت سے گناہ کرلیا تو اب اس کو رحمت سے مایوس کرتا ہے کہ تیری بخشش نہیں ہوسکتی' بندے کو شیطان کے اس مکر میں نہیں آنا چاہئے۔ اگر گناہ ہوجائے تو اس بات کا یقین رکھنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ چاہیں تو معاف کردیں' اور وہ سچے دل سے توبہ کرنے والوں کو ضرور معاف فرمادیتے ہیں' حدیث شریف میں آتا ہے کہ بندہ نے گناہ کیا اس سے یہ حماقت ہوئی کہ اس سے گناہ صادر ہوگیا' بعد میں وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے' اور کہتا ہے کہ یا اللہ مجھے معاف فرمادیں' مجھ سے قصور ہوا ہے' مجھے معاف فرمادیں' تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے گناہ کیا اس کے بعد وہ توبہ کے لئے میرے پاس آیا ہے' اور میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہوں کو معاف فرمادیا کرتا ہے' سو میں نے اپنے بندے کا گناہ معاف فرمادیا۔ آنحضرت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں اس نے دوبارہ گناہ کا ارتکاب کیا' اور گناہ کرکے پھر اللہ تعالیٰ سے کہتا ہے کہ یااللہ مجھ سے غلطی ہوئی' جرم ہوا ہے' اپنی رحمت سے اس کو معاف فرمادیجئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں' میرے بندے نے قصور کیا ہے' اور وہ تائب ہوکر میرے پاس آیا ہے' اور میرا بندہ جانتا ہے کہ میرے سوا کوئی گناہ کو معاف نہیں کرتا' میں نے اپنے بندے کو معاف کردیا۔ تیسری بار پھر بندہ گناہ کرتا ہے' پھر اسی طرح تائب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے معافی کا طالب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرے بندے سے غلطی ہوئی' اور اب یہ تائب ہوکر میرے پاس آیا ہے' اور یہ جانتا ہے کہ اس کا ایک رب ہے جو گناہوں کو معاف کردیا کرتا ہے' اور اس کے سوا کوئی نہیں جو گناہوں کو معاف کرسکے لہٰذا میں نے اپنے بندے کو معاف کردیا' اور آئندہ یہ جو کچھ بھی کرتا رہے میں نے معاف کردیا۔ اللہ اکبر' کیا شان کریمی ہے؟ یہ نہیں فرماتے کہ میں دو بار اس کو معاف کرچکا ہوں' لیکن یہ پھر گناہ کرتا ہے' تیسری بار پھر معافی مانگنے آیا ہے' اب اس کو معاف نہیں کروں گا۔ نہیں! بلکہ اس کے بجائے یہ فرماتے ہیں کہ میرا بندہ جتنی بار بھی گناہ کرے میں معاف کرتا جاؤں گا' قربان جائیے اس رحمت اور اس شان کریمی پر۔ یہ مطلب نہیں کہ آئندہ گناہ تو کرتا رہے لیکن توبہ نہ کرے' تو تب بھی معافی کا وعدہ ہے' نہیں! بلکہ یہ مطلب ہے کہ سو مرتبہ بھی گناہ کرکے آئے اور معافی کا طالب ہو تب بھی میں معاف کرتا رہوں گا۔ گویا اس حدیث میں گناہ کرتے رہنے کی چھوٹ نہیں دی گئی' بلکہ بار بار توبہ کی ترغیب دی گئی ہے' کہ خواہ کتنی ہی بار توبہ ٹوٹ گئی ہو تب بھی بندہ مایوس نہ ہو' بلکہ "فوراً" توبہ کی تجدید کرکے معافی کا مستحق ہوسکتا ہے۔ اور ایک حدیث شریف میں آتا ہے کہ اگر تم لوگ گناہ کرکے معافی کے طالب نہ ہوا کرتے تو اللہ تعالیٰ تمہیں لے جاتا تمہاری جگہ کسی دوسری مخلوق کو

لاتا' جو گناہ کرتے معافی مانگتے اور اللہ تعالیٰ ان کی بخشش فرماتا۔ اللہ تعالیٰ مجرموں کو سزا بھی دیتے ہیں لیکن ایسے سرکشوں کو اور مجرموں کو سزا دیتے ہیں جو باغی ہوں۔ اور جو لوگ اپنی جہالت و نادانی کی وجہ سے اپنے ضعف و کمزوری کی وجہ سے یا اپنی نفسانی خواہشات کی وجہ سے گناہوں کا ارتکاب کرلیتے ہیں لیکن ارتکاب کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تائب ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو سزا دینے کے بجائے معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں۔ حق تعالیٰ شانہ کو معاف کردینا اتنا محبوب ہے کہ سزا دینا اتنا محبوب نہیں ہے اس غفور و رحیم کو بخشش فرمانا زیادہ محبوب ہے بہ نسبت عذاب دینے کے۔ اور میں نے ایک حدیث شریف کا حوالہ دیا تھا اور اس کا ایک ٹکڑا ذکر کیا تھا' اس کا ایک ٹکڑا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے میرے بندو! اگر تم سارے کے سارے ایک میدان میں جمع ہوجاؤ اور تمہارے گناہ اتنے زیادہ ہوجائیں کہ آسمان سے لے کر زمین تک' زمین سے لے کر آسمان تک پورا خلاء ان گناہوں سے بھر جائے اور تم آکر میری بارگاہ میں توبہ کرو اور معافی کے طالب ہوجاؤ تو میں اتنی ہی مغفرت لے کر تمہارے استقبال کو آؤں گا۔ جتنے تمہارے گناہ اتنی مغفرت لے کر آؤں گا۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا یہ عالم ہے کہ قیامت کے دن کچھ بندے ایسے ہوں گے جو گناہوں کی نقدی کے ذریعہ اللہ کی مغفرت کے خریدار بن جائیں گے' نیکیوں کی نقدی کے ذریعہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت خریدی ہی جاتی ہے لیکن گناہوں کے ذریعہ بھی' جبکہ آدمی ان کے ساتھ توبہ کو لگادے۔ اللہ تعالیٰ کی مغفرت خریدی جاتی ہے۔ تو آدمی کتنا ہی گناہ گار کیوں نہ ہو اس کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ اس کی بخشش نہیں ہوگی' بلکہ یہ یقین رکھنا چاہئے کہ ہمارے گناہ خواہ کتنے ہی زیادہ ہوں اللہ تعالیٰ کی مغفرت و قدرت کے احاطہ سے باہر نہیں' جب چاہیں بخش دیں۔ اور وجہ اس کی یہ ہے ہمارے گناہ کتنے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں لیکن وہ ہماری صفت ہیں' ہمارے افعال ہیں' ہمارے اقوال ہیں' ہماری صفات ہیں' ہم بھی مخلوق' ہماری صفات بھی مخلوق' اور حق تعالیٰ شانہ کی مغفرت اور بخشش اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ بندوں کی صفت اللہ کی صفت سے کیسے بڑھ سکتی ہے؟ بندے کی صفت بھی اتنی ہی چھوٹی ہے' جتنا یہ خود چھوٹا ہے اتنا چھوٹا جتنا چیونٹی کا انڈہ ہوتا ہے اتنا تو ہے بے چارہ کل۔ ایک ذرہ بے مقدار کی تو اس کی حیثیت ہے' آخر اس کے گناہوں کا رحمت خداوندی سے کیا مقابلہ؟

ارے! تمہارے تمام گناہوں کو دھونے کے لئے رحمت کا ایک چھینٹا کافی ہے' بس ضرورت اس کی ہے کہ تم سچے دل سے تائب ہو کر آؤ' توبہ چوتھا نمبر ہوا۔ پانچواں یہ ہے کہ مجرم جب جرم سے توبہ کرتا ہے معافی مانگتا ہے تو یہ کہا کرتا ہے کہ آئندہ نہیں کروں گا۔ ایک شخص مجرم کو ڈانٹ رہا ہے اور پوچھتا ہے کہ "پھر کرو گے؟" وہ کہتا ہے " میری توبہ' پھر نہیں کروں گا" اور اگر یہ کہے کہ آئندہ بھی کروں گا تو وہ معافی نہیں مانگ رہا مذاق اڑا رہا ہے' لہٰذا توبہ کے توبہ ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ توبہ کرتے وقت آدمی یہ عزم رکھے اور پختہ ارادہ رکھے کہ آج کے بعد کوئی گناہ نہیں کروں گا' بس آج تک جو ہونا تھا ہو گیا یہ آخری گناہ ہے' انشاء اللہ اس کے بعد گناہ نہیں ہوگا' ہمیں معلوم ہے کہ اگرچہ یہ پھر گناہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ بندے پھر گناہ کریں گے' اس لئے کہ یہ ہماری کمزوری ہے' لیکن بھئی! جس وقت کہ ہم توبہ کریں اس وقت یہی عزم ہو کہ آج کے بعد پھر نہیں کریں گے' بس ختم' جیسے کوئی نشہ چھوڑ دیتا ہے تو چھوڑنے کے معنی یہ نہیں کہ آج کے بعد نہیں ہوگا' بس ختم' کوئی بری عادت چھوڑ دیتا ہے۔ تو مطلب یہ ہوتا ہے کہ آج کے بعد نہیں کریں گے۔ ہم بھی جب اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کریں تو یہ عزم لے کر کریں کہ انشاء اللہ آج کے بعد مجھے یہ کام نہیں کرنا ہے۔ بس اللہ تعالیٰ سے صلح ہو گئی' لیکن اگر خدانخواستہ پھر گناہ ہوجائے تو یہ نہ سوچو کہ "چونکہ میری توبہ ٹوٹ گئی' لہٰذا توبہ تو بچتی نہیں ہے' تو اب توبہ ہی کیا کرنی ہے" اگر یہ سوچ کر آئندہ توبہ کرنا چھوڑ دو گے تو یہ غلط ہے' نہیں! بلکہ اگر بار بار توبہ ٹوٹ جائے تو بار بار اس کی تجدید کرو۔ اس کو ایک مثال سے سمجھاتا ہوں' فرض کیجئے ایک شخص پیٹ کی بیماری میں مبتلا تھا' بڑی مشکل سے مرض قابو میں آیا' علاج معالجہ اس کا ہوتا رہا' طبیب نے اس سے کہا کہ اس شرط پر علاج کرتا ہوں کہ آئندہ بد پرہیزی نہیں کروگے' اس نے کہا کہ جی بالکل نہیں کروں گا۔ طبیب نے توجہ سے علاج کیا' مرض قابو میں آگیا' الحمدللہ طبیعت بڑی حد تک بحال ہوگئی' لیکن اس نے پھر بدپرہیزی کرلی' اور طبیعت پھر بگڑ گئی' بیماری بے قابو ہوگئی' تو اب کیا یہ عقل کی بات ہوگی کہ کیونکہ میں پرہیز نہیں کرسکتا تو اس لئے مرنے دو مجھے؟ کبھی دنیا میں کوئی ایسا شخص دیکھا ہے؟ جو یہ کہے کہ مجھے مرنے دو' مجھ سے پرہیز تو ہوتا نہیں۔ علاج کا کیا فائدہ؟ نہیں!

باقی صفحہ ۱۲ پر

اللہ تعالیٰ ایسے مجرموں کو سزا دیتا ہے جو سرکش اور باغی ہوں' جو لوگ اپنی جہالت اور نادانی کی وجہ سے گناہوں کا ارتکاب کرلیتے ہیں لیکن اس کے بعد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تائب ہوجاتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو سزا دینے کے بجائے معاف کرنے کو پسند فرماتے ہیں

محمد طاہر........ کراچی

کامل ایمان والے

وہ عجیب و غریب آدمی تھا۔ جج نے اس کا انجام تختہ دار لکھ کر اسے میانوالی جیل بھیج دیا تھا لیکن جب پنجابی کا مشہور شاعر عشق لہر اس سے ملنے آیا تو اس نے حسب حال اشعار سننے کی درخواست کی۔ پنجابی شاعر حیران تھا' کیا موت کا خیال اتنا پرسکون اور تسلی بخش ہو سکتا ہے' شاعر حیران تھا کہ اس نے ممتا کی تڑپ سے مالا مال ماں کو محض اس لئے ملنے سے کیوں انکار کر دیا کہ وہ اپنے لخت جگر سے ملتے ہوئے رونے لگتی تھی۔ کیا واقعی موت کا خیال اتنا پرسکون اور تسلی بخش ہو سکتا ہے؟ جی ہاں اگر زندگی کسی ارفع مقصد کے تحت گزاری جائے تو موت ہیبت ناک نہیں رہتی بلکہ اکثر اس کی تمنا کی جاتی ہے۔

اس نے بھی اپنے آپ کو ایک ارفع مقصد پر قربان کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا جس کے بعد موت کا خیال اس کے لئے نہایت اطمینان بخش ہو گیا تھا۔ مگر وہ ارفع مقصد کیا تھا؟ انیسویں صدی کے دوسرے عشرے کا ذکر ہے جب ایک شیطان صفت راج پال نامی بدبخت نے ایک نہایت دل آزار کتاب "رنگیلا رسول" شائع کی' کروڑوں مسلمانوں کے مذہبی جذبات مجروح ہوئے۔ مگر فرنگی راج نے اس شیطان کو تحفظ فراہم کر دیا۔ مسلمانوں کے پاس سوائے احتجاج کے اور کوئی راستہ نہ تھا۔ ہمیشہ کی طرح مسلمان احتجاج کرنے لگے اپنے نبیؐ کی ناموس اور تحفظ کے لئے فرنگیوں سے درخواست کرنے لگے۔ لیکن انگریزوں نے ناموس رسالتؐ کے بجائے شاتم رسول راج پال کو تحفظ دینے کا فیصلہ کیا۔ انگریزوں نے کیا خوب راستہ اختیار کیا تھا کہ مسلمانوں کی حمیت کو کچلانے کے لئے وقفے وقفے سے یونہی مختلف بدباطن کردار آگے بڑھائے جائیں۔ راج پال بھی ایسا ہی ایک کردار تھا جس کے خلاف مسلمانوں نے جلسوں' جلوسوں اور اخبارات کا سہارا لیا۔ ۱۹۲۹ء کے مارچ کی ایسی ہی ایک شام کا ذکر ہے جب دہلی دروازے کے باغ میں ایک جلسہ ہو رہا تھا۔ موضوع شاتم رسول اور بدباطن راج پال تھا اور جلسے کے مقرر' وقت کو اپنی آواز سے تھام لینے والے جادو بیان سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ تھے رات کو شروع ہونے والا جلسہ جب صبح کی اذان کے وقت ختم ہوا تو کاتب تقدیر ہوا کے ماتھے پر انصاف کی تحریر لکھ چکا تھا۔ اسی جلسے میں وہ عجیب و غریب آدمی بھی شریک تھا جس کا پیشہ نجاری تھا اور وہ محض اتفاقاً" راہ گزرتے جلسے میں شریک ہو گیا تھا' اسے ایک اتفاق کہا جائے یا مشیت ایزدی کہ کاتب تقدیر نے راج پال کے ساتھ انصاف کے لئے اس کا نام لکھ لیا تھا' پھر اس عجیب و غریب آدمی نے اپنے بڑے بھائی سے پوچھا:

"جو راج پال کو واصل فی النار کر دے' اسے کیا انعام ملے گا۔" بھائی نے بتایا "اس خوش قسمت کو سولی چڑھا دیا جائے گا۔" تو اس عجیب و غریب آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا "یہ تو بہت اچھا انعام ہے۔" اس کے بعد وہ یہ انعام پانے کی تیاریوں میں مصروف ہو گیا۔ اس کے دل میں ناموس رسالتؐ پر قربان ہونے کی تمنا انگڑائیاں لینے لگی۔ اس طرح ایک ارفع مقصد پر زندگی قربان کر دینے کا فیصلہ کرنے والے اس عجیب و غریب آدمی کے لئے موت کا خیال پرسکون اور تسلی بخش ہو گیا تھا۔

۶ اپریل کو دن کا آغاز اس نے معمول کے مطابق کیا مگر آج اس پر شگفتہ مزاجی کا غلبہ تھا۔ کوئی ایک بجے دوپہر وہ نہایت اطمینان سے راج پال کے دفتر پہنچ گیا جو انار کلی کے اسپتال روڈ پر واقع عشرت پبلشنگ ہاؤس کے بالکل ہی سامنے تھا۔ ابھی راج پال اپنی کرسی پر بیٹھا ہی تھا کہ وہ اس کے دفتر میں داخل ہوا اور نجار پیشہ عاشق رسولؐ نے فضاء میں ہاتھ بلند کرتے ہوئے چھری کا پھل راج پال کے سینے میں اتار دیا۔ تکمیل مقصد کے بعد وہ گرفتار ہو گیا۔ گرفتاری کے فوراً" بعد اس کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے یہ الفاظ تاریخ نے محفوظ کر لئے کہ "میں نے رسول ﷺ کا بدلہ لے لیا ہے......... میں نے رسول ﷺ کا بدلہ لے لیا ہے۔" راج پال کے قتل کی خبر شہر بھر میں پھیل گئی' فرنگی راج کی ماتحت پولیس فوراً" حرکت میں آ گئی۔ صرف چار ہی روز میں ضروری کارروائیاں نمٹا کر ۱۰ اپریل کو سینٹرل جیل میں ایڈیشنل ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مسٹر ڈی ایس لوئیس کے سامنے راج پال کا مقدمہ قتل پیش کر دیا گیا اس مقدمے کا ملزم تاریخ کا خوش

ایک شہید ناز کی دلگداز داستان جس نے پھانسی کے پھندے کو تو چوم لیا لیکن گستاخ رسولؐ کو جہنم رسید کر کے امت مسلمہ کی لاج رکھ لی۔ اگرچہ اس کا نام غازی علم الدین تھا لیکن اب وہ علم الدین بن گیا تھا

قسمت ترین شخص تھا۔ اس کے چہرے پر کسی قسم کی اداسی نہ تھی' عزیمت اور استقلال کا پہاڑ پورے غرور سے عدالت کے سامنے کھڑا تھا۔ پھر شاعر مشرق علامہ اقبال" بھی اس پر رشک کرنے لگے۔ انہوں نے فوراً" اس کے لئے محمد علی جناح کو وکیل مقرر کرنے کا مشورہ دیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب محمد علی جناح قائد اعظم نہیں بنے تھے۔ اس طرح ۱۵ جولائی کو محمد علی جناح' مسٹر جسٹس براڈوے اور جسٹس جان اسٹون کے ڈویژنل بنچ کے روبرو اس عظیم آدمی کے وکیل کے طور پر پیش ہوئے۔ ان کی معاونت جناب فرخ حسین نے کی' لیکن اس وقت تک کوئی بھی یہ نہیں جانتا تھا کہ وہ جس شخص کو اپنے دلائل کے ذریعے بچانا چاہتے ہیں وہ بغیر کسی دلیل کے خود بچنا نہیں چاہتا۔ اس نے پھانسی کا پھندا اپنے لئے خود پسند کرلیا ہے اور وہ یہ وقت محض آرزوئے وصال میں گزار رہا ہے۔ اس کی تڑپ اور بے قراری بڑھتی جارہی تھی بالآخر اس کی آرزو پوری ہوئی۔ خدا کے سب سے پیارے نبیؐ کی ناموس کے لئے لڑنے والے کو خدا نے اپنے پاس بلانے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ عدالت نے فیصلہ سنادیا کہ ناموس رسالتؐ کے محافظ اس زمین پر ہمارے قانون کے مجرم ہیں۔ اس لئے ان سے کوئی رو رعایت نہیں کی جائے گی۔ چنانچہ ہائی کورٹ نے اپنی ماتحت عدالت کا فیصلہ برقرار رکھتے ہوئے اس کی پھانسی پر مہر تصدیق ثبت کردی۔ ادھر برصغیر کے مسلمانوں نے ہندوستان سے برطانیہ تک انصاف کے سارے ایوانوں کو بے نقاب کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا اس لئے فرنگی راج کی عدالتی آئین سازی کے سب سے بڑے ادارے پریوی کونسل تک رجوع کیا گیا مگر فیصلہ وہی رہا۔

بالآخر ۳۱ اکتوبر ۱۹۲۹ء کی صبح ہوئی تو اس کے ہاتھ میں وصال محبوب کا پروانہ تھا۔ اس نے سپرنٹنڈنٹ جیل سے صاف صاف کہہ دیا کہ وقت معینہ پر دستور کے مطابق میرے ہاتھ نہ باندھے جائیں۔ میں بہادروں کی طرح پھانسی کے تختے پر خود چڑھوں گا جب عین وقت پر اس سے آخری خواہش پوچھی گئی تو اس نے مسکراتے ہوئے دو رکعت نماز شکرانہ کی اجازت چاہی اور پھر وہ مرد قلندر نہایت بے تابی سے اپنی منزل شوق کی طرف جادہ پیما ہوگیا۔ سات بجے جلاد نے اس کا تختہ کھینچا ۸ بجے اسے سولی سے اتارا گیا تو اس شہید ناز کی نعش مبارک سے زیادہ قیمتی کوئی شے اس وقت زمین پر نہ تھی۔ اگرچہ اس عظیم آدمی کا نام غازی علم الدین تھا لیکن وہ اب علم الدین بن گیا تھا خدا شہید کی قبر کو بقعہ نور بنادے۔

۲۸ اپریل ۱۹۹۷ء کو میں لاہور ہائی کورٹ میں تھا۔ ابھی طیبہ یوسف کی اپنے شوہر اور شاتم رسول یوسف علی کے لئے دائر کردہ رٹ کی سماعت میں کچھ وقت تھا میں اپنے دوستوں' اطہر' سہیل اور راتا سے علیحدہ ہوکر کوریڈور میں ٹہل رہا تھا میں غازی علم الدین کی سیرت کو ذہن کے نہاں خانوں سے نکال کر کھنگال رہا تھا کہ ایک نامعلوم شخص دوڑتا ہوا میرے پاس آیا اور اس نے کہا: "کیا آپ ہی محمد طاہر ہیں؟"

میں نے کہا : "جی فرمایئے"

نامعلوم شخص : "میں گستاخ رسول یوسف علی کی عدالتی کارروائی سننے آیا تھا مجھے معلوم ہوا کہ آپ نے اس گستاخ کو بے نقاب کیا ہے۔ سو میں آپ کے پاس کھنچا چلا آیا۔"

میں نے پوچھا : "آپ کی محبت' میں آپ کی کیا خدمت کرسکتا ہوں۔"

اس کے چہرے پر ایک تاثر آیا اور چلا گیا اور اس نے کہا : "میں غازی علم الدین شہید کے محلے میں رہتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ یہ اعزاز ہمارے ہی محلے میں رہے۔"

میں فوراً" پلٹ کر اپنے دوستوں کے پاس چلا گیا۔ ۲۹ اپریل کو لاہور سے کراچی واپسی میں فضائی پرواز کے دوران اس نامعلوم شخص کے الفاظ مجھے بار بار یاد آنے لگے تو میں نے سوچا کہ غازی علم الدین شہید نے فرنگی راج میں راج پال کو جہنم واصل کیا تو برصغیر میں اسلام مخالف حکومت تھی لیکن اگر اسلامی جمہوریہ پاکستان میں بھی "کسی راج پال" سے انصاف کے لئے عوام کو یہ سوچنے پر مجبور ہونا پڑے اور اسلامی ملک کی حکومت کچھ بھی کرنے پر آمادہ نہ ہو تو قدرتی آفات کا سلسلہ کیونکر رک سکتا ہے؟ علاوہ ازیں کوئی شخص فرنگی راج اور اسلامی مملکت کے درمیان کیا تفریق قائم کرسکتا ہے؟ سوچ کے اسی تسلسل میں یک بیک میرے منہ سے "غازی علم الدین زندہ باد" کا نعرہ نکلا اور پھر میں نے سوچنا بند کردیا۔

بقیہ : توبہ

بلکہ اس کے بجائے یہ ہو کہ طبیب نے اس سے کہا کہ تم نے بدپرہیزی کی ہے؟ کہا جی' بس ہو گئی! حکیم صاحب آپ ذرا مہربانی کرکے توجہ کے ساتھ علاج کریں' انشاء اللہ پھر بدپرہیزی نہیں کروں گا۔ مطلب یہ کہ بدپرہیزی کو چھوڑنا چاہئے' علاج کو تو نہیں چھوڑا جاتا؟ کہ چونکہ میں نے بدپرہیزی کی ہے لہٰذا میرا علاج نہ کراؤ' بس چھوڑ دو' مجھے اسی طرح مرنے دو' خوب اچھی طرح سمجھ لو کہ جب ہم نے توبہ کرلی تو آئندہ بدپرہیزی سے تو ضرور بچنا چاہئے' اپنی توبہ پر قائم رہنا چاہئے' اور عزم یہی ہونا چاہئے کہ آئندہ مجھے یہ گناہ نہیں کرنا ہے۔ لیکن اگر خدانہ کرے گناہ پھر ہوجائے تو ہمت ہار کر اور مایوس ہوکر نہ بیٹھ جائے اور یہ نہ سوچے کہ مجھے توبہ پر استقامت تو نصیب ہوئی نہیں' اب کیا توبہ کریں۔ بس توبہ کا خیال چھوڑ دینا چاہئے' اور بے دھڑک گناہ کرتے رہو' نہیں! تم نے بدپرہیزی کرلی تو پھر توبہ کرلو' پھر بدپرہیزی کرلی پھر توبہ کرلو' حتیٰ کہ بزرگ فرماتے ہیں کہ اگر ایک دن میں سو مرتبہ توبہ توڑ دی ہو تو سو مرتبہ اس کو جوڑلو۔ اگر نفس اور شیطان اتنے حاوی ہیں کہ توبہ پر قائم نہیں رہنے دیتے تو اتنا تو کرو کہ جب بھی توبہ کرو تو یہ نیت کرلیا کرو کہ اب نہیں کروں گا'

آخری قسط

نبوّت دل پر اُترتی ہے یا دماغ پر؟

مفکر اسلام علامہ ڈاکٹر خالد محمود

مراق اور مالیخولیا کے مریض کیا کرتے ہیں

مشہور یونانی حکیم علامہ برہان الدین نفیس دماغی امراض کی بحث میں لکھتا ہے:

"مالیخولیا کی ایک قسم ہے جس کو مراق کہتے ہیں مرض تیز سوداء سے جو معدہ میں جمع ہوتا ہے پیدا ہوتا ہے........ اس سے سیاہ بخارات اٹھ کر دماغ کی طرف چڑھتے ہیں"۔ (شرح اسباب)

پھر یہ بھی لکھا ہے:

"بعض مریضوں میں گاہے گاہے یہ فساد اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیب داں سمجھتا ہے اور بعض ہونے والے امور کی پہلی ہی خبر دے دیتا ہے...... اس کو اپنے متعلق یہ خیال ہوتا ہے کہ میں فرشتہ ہوں"۔ (ایضاً)

جناب حکیم محمد اعظم خان بھی لکھتے ہیں:

مریض صاحب علم ہو تو پیغمبری اور معجزات و کرامات کا دعویٰ کردیتا ہے خدا کی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتا ہے۔

(اکسیر اعظم ج ا ص ۱۸۸)

مرزا غلام احمد پر مراق کا دورہ:

کیا مرزا غلام احمد پر بھی مراق کا اثر تھا اس کے لئے اگست ۱۹۲۶ء کے رسالہ ریویو قادیان کا مطالعہ کیجئے۔ مراق کا مرض حضرت مرزا صاحب کو موروثی نہ تھا بلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا تھا۔ (رسالہ مذکور ص ۱۰)

ہمیں اس سے بحث نہیں کہ یہ مرض موروثی تھا یا نہیں البتہ ڈاکٹر شاہ نواز قادیانی کے اس بیان سے یہ بات نکل گئی کہ مرزا قادیانی واقعی مراق کا مریض تھا اس صورت میں اگر انہوں نے وحی والہام کے دعوے کئے تو یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ مرزا غلام احمد کی بیوی کو بھی یہی مرض تھا۔ مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ:

"میری بیوی کو مراق کی بیماری ہے کبھی کبھی وہ میرے ساتھ ہوتی ہے"۔

(منظور الٰہی ص ۲۴۴ از منظور الٰہی قادیانی)

ڈاکٹر شاہ نواز نے مرزا محمود کا یہ بیان بھی نقل کیا ہے:

"حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے فرمایا کہ مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے"۔

(ایضاً" ص ۱۱)

جھوٹے مدعیان نبوت جتنے بھی ہوئے وحی و الہام ان پر دماغ کی راہ سے اترتے رہے ان کا سچے پیغمبروں سے کوئی اشتباہ نہیں ہو سکتا کیونکہ وحی نبوت سچے نبیوں کے دلوں پر اترتی ہے دماغوں پر نہیں۔ آپ مرزا غلام احمد قادیانی کی ان تحریروں پر غور فرمائیں اس سے یہ بات کھل کر سامنے آئے گی۔ اس کی نبوت کی یہ پوری کارروائی اس کی ذہنی ترتیب سے ہی مرتب ہوتی تھی۔ مرزا غلام احمد خود ایک جگہ لکھتا ہے:

میری دعوت کی مشکلات میں سے ایک رسالت ایک وحی اور ایک مسیح موعود کا دعویٰ تھا۔ (انصرۃ الحق ص ۵۳)

یہ دعووں میں ترتیب کیوں سوچی جارہی تھی محض اس لئے کہ یہ ساری کارروائی دماغ کی تھی دل کی نہیں مرزا غلام احمد کا یہ منصوبہ کہ علماء اور مسلمانوں کو کس طرح فریب دیا جائے اور انہیں کس کس طرح کے پیچ میں پھنسایا جائے ابتداء

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام ۱۱ اگست ۱۹۹۶ء بروز اتوار، مظفر گڑھ میں گیارہویں سالانہ "ختم نبوۃ" کانفرنس میں عالم اسلام کے مشہور علماء اور اکابرین نے عقیدہ ختم نبوت اور قادیانیت کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ اس کانفرنس میں آخری خطاب مفکر اسلام علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب دامت برکاتہم کا تھا۔ آپ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت اور قادیانی تحریک کا ایک نئے پہلو سے جائزہ لیا۔ آپ کے اس خطاب کا مکمل متن افادہ عام کے لئے شائع کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں اور ہم امید کرتے ہیں کہ قارئین ختم نبوۃ اسے اپنے دماغ میں جگہ دیں گے اور قادیانی عوام تک پہنچائیں گے (ادارہ)

سے ہی تھا۔ مرزا غلام احمد کا یہ فراڈ خود اس کی زبانی پڑھیں۔

یہ الہامات (جو مرزا نے براہین احمدیہ میں درج کئے تھے) اگر میری طرف سے اس وقت ظاہر ہوتے جب کہ علماء مخالف ہوگئے تھے تو وہ ہزارہا اعتراض کرتے لیکن وہ ایسے موقع پر شائع کئے گئے جبکہ یہ علماء میرے موافق تھے یہی سبب ہے کہ باوجود اس قدر جوشوں کے ان الہامات پر انہوں نے اعتراض نہیں کیا کیونکہ وہ ایک دفعہ ان کو قبول کرچکے تھے اور سوچنے سے ظاہر ہوگا کہ میرے مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہی الہامات سے پڑی ہے اور انہی میں خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آیتیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کردیں، اگر علماء کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے تو اس شخص کا مسیح ہونا ثابت ہے تو وہ کبھی ان کو قبول نہ کرتے یہ خدا کی قدرت ہے کہ انہوں نے قبول کرلیا اور پیچ میں پھنس گئے۔
(اربعین حصہ دوم ص ۲۱)

لوگوں کو پھانسنا کن لوگوں کا کام ہوتا ہے۔ چالاک اور فراڈی لوگوں کا؟ انبیاء کبھی اس قسم کی پیچ نہیں بناتے کیونکہ نبوت ان کے دلوں پر اترتی ہے اور اس کے انوارات دور دور تک پہنچتے ہیں البتہ دماغوں پر اترنے والے الہامات میں کئی پیچ ہوتے ہیں۔

مرزا قادیانی حکیم نورالدین کو ایک خط میں لکھتا ہے:

"جو کچھ آں مخدوم نے تحریر فرمایا ہے کہ اگر دمشقی حدیث کے مصداق کو علیحدہ چھوڑ کر الگ مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ظاہر کیا جائے تو اس میں کیا حرج ہے؟ درحقیقت اس عاجز کو مثیل مسیح بننے کی حاجت نہیں"۔ (مکتوبات احمدیہ حصہ ۵ ص ۸۴-۸۵)

آسمانی دعووں پر کبھی یہ زمینی مشورے بھی ہوتے ہیں خدا کے نام پر یہ سازشیں کسی شریف آدمی کو زیبا نہیں دیتیں۔ یہ مشورے اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ مثیل مسیح کا دعویٰ کوئی آسمانی ہدایت پر مبنی نہ تھا یہ دماغی سوچ تھی۔ مرزا غلام احمد کچھ اور سوچتا تھا اور حکیم نور الدین کسی اور سوچ میں گم تھا۔ ان دونوں کی سوچ میں جو سوچ غلبہ پاجاتی وہ دعویٰ کی شکل میں سامنے آجاتی۔ مسیح موعود یا نبوت کا دعویٰ آسمانی ہدایت پر مبنی ہوتا تو آپ ہی سوچئے کیا اس قسم کی سوچ اور غور وفکر کی کوئی حاجت تھی؟

تاہم ان خوابوں سے اتنی بات ضرور واضح ہوجاتی ہے کہ مرزا غلام احمد تیرہ و تاریک راہوں سے تدریجاً مرتبہ نبوت پر آیا اور یہ وہ نبوت ہے جو دل پر نہیں اس کے دماغ پر اتری۔ جھوٹی نبوت اور سچی نبوت میں یہ جوہری امتیاز ہے۔

قادیانی تحریک کو سمجھنے کے لئے پانچ بنیادی نکات:

جب یہ معلوم ہوگیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی وحی اس کے صفراوی مزاج کی پیداوار تھی اور اس کا دعویٰ نبوت شیطانی اثرات سے ماثور رہا تو اس تحریک کو مزید سمجھنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کی ان پانچ باتوں پر غور کیجئے:

۱۔ اپنی نبوت منوانے کے لئے دعوت کو کافی نہ سمجھنا لوگوں کو وباؤں اور زلزلوں کی پکڑ سے ڈرا کر اپنے حلقے میں لانا کیا یہ عوام کی بلیک میلنگ نہیں؟

۲۔ بعض غیبی خبروں کے پالینے کو جو کبھی جنات اور قیافوں کے ذریعہ معلوم کی جاسکتی ہیں نبوت قرار دینا یہ نبوت کی ایک نئی اصطلاح ہے جو پہلے کہیں نہیں پائی گئی۔

۳۔ اپنی پیشگوئیوں کو تحدی سے پیش کرنا اور انہیں اپنے دعوے کی صداقت کا معیار ٹھہرانا اور جب وہ پوری نہ ہوں تو اس میں قیدیں بڑھانا۔

۴۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے عربی الہامات میں اس کی اپنی سوچ کا نمایاں دخل رہا ہے دوسری زبان میں غلط چلنا اپنی غلط سوچ سے ہی ہوسکتا ہے۔

۵۔ مرزا صاحب سے احتلام وقوع میں آنا یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ اس کے دماغ پر شیطان وارد ہو یہ ان لوگوں کو نہیں ہوتا جو سچے نبی ہوتے ہیں اور دخل شیطانی سے محفوظ رہتے ہیں۔

مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کئی دعوؤں سے گزرنے کے بعد کیا۔ ابتداء میں وہ صرف الہام کا مدعی تھا پھر مثیل مسیح بنا اور چلتے چلتے نبوت کے دعوے پر آپہنچا اور اسے اپنے پچھلے عقائد اور مسلک کو ترک کرنا پڑا۔ مرزا بشیر الدین محمود لکھتا ہے:

"الغرض حقیقت الوحی کے حوالہ نے واضح کردیا کہ نبوت اور حیات مسیح کے متعلق آپ کا عقیدہ پہلے عام مسلمانوں کی طرح تھا مگر پھر دونوں میں تبدیلی فرمائی"۔ (الفضل ۹ ستمبر ۱۹۴۱ء)

کیا اس تبدیلی کو مرزا صاحب نے بخوشی قبول کیا یا آپ سے یہ عقیدہ جبراً منوایا گیا مرزا محمود کا کہنا ہے کہ نبوت کے متعلق بھی سابقہ عقیدہ میں وحی نے جبراً تبدیلی کرائی (ایضاً)

یہ تدریجی نبوت محض دماغ کی پیداوار ہی ہوسکتی ہے دل کے پیرائے تدریج کے پیمانوں میں کبھی نہیں ڈھلتے سچی نبوت دل پر اترتی ہے اور جھوٹی نبوت دماغی قالب ظہور میں آتی ہے قرآن کریم میں جتنے انبیاء کرام کا ذکر ہے ان میں ایک بھی ایسا نہیں جسے نبوت تدریجاً ملی ہو مرزا غلام احمد کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو حضرت موسیٰ کی پیروی سے نبوت ملی تھی۔ یعنی اگر آپ موسیٰ علیہ السلام کی پیروی نہ کرتے تو نبوت تک نہ پہنچتے۔ پیروی تدریجاً ہوتی ہے تو اس سے جو نبوت ملے گی وہ بھی تدریجاً ہوگی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون جس کا مطلب یہ ہے کہ نبوت محنت اور ریاضت اور پیروی سے مل سکتی ہے اور یہ بات صریح الحاد اور کھلا زندقہ ہے۔ مرزا غلام احمد

خدا نے اس جماعت اور دوسری جماعتوں میں کچھ فرق نہ دکھلایا تو ان کا حق ہوگا کہ میری تکذیب کریں"۔ (ایضاً)

اس قسم کے بے شمار دعوے اس کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں آپ ہی سوچیں کہ اپنی بات منوانے کے لئے وحشت کا یہ پیچیدہ جال بچھانا اور لوگوں کو اپنے سلسلہ میں لانے کے لئے بلیک میلنگ کرنا کیا کسی خدا پرست آدمی کا کام ہو سکتا ہے؟ نہیں۔ یہ صرف وہی لوگ کرتے ہیں جن کی ساری محنت دماغ پر ہوتی ہے۔ دلوں پر اترنے والی نبوت اور الہام میں آپ کبھی یہ نقشے اور دعوے نہیں دیکھیں گے۔

نبوت کی نئی تعریف سے عام لوگوں میں رسائی پانا:

جو لوگ دینی تعلیم نہیں رکھتے انہیں نبوت کی ایک نئی تعریف مہیا کرکے اپنی نبوت کس طرح منوائی جاسکتی ہے اس کے لئے مرزا غلام احمد کی اس عبارت پر غور فرمائیں اور پھر سوچیں کہ مرزا غلام احمد کی یہ نبوت اس کے دل پر اتر رہی ہے یا اس کے لئے وہ اپنے دماغ کو استعمال کر رہا ہے:

"ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سید و مولا آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں اور نہ کوئی شریعت ہے اور اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو وہ بلاشبہ بے دین اور مردود ہے لیکن خدا تعالیٰ نے ابتداء سے ارادہ کیا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے کمالات متعدیہ کے اظہار و اثبات کے لئے کسی شخص کو آنجناب کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ بخشے جو اس کے وجود میں عکسی طور پر نبوت کا رنگ پیدا کردے سو اس طرح سے خدا نے میرا نام نبی رکھا یعنی نبوت محمدیہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہوگئی"۔ (چشمہ معرفت ۳۲۴)

مرزا غلام احمد یہ بھی لکھتا ہے:

"اگر اللہ تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی لغت کی کسی کتاب میں اظہار غیب نہیں مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے"۔ (تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۷)

مرزا غلام احمد کے یہ الفاظ بھی دیکھیں:

یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ یا مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں (تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸) ان عبارات سے صاف پتہ چلتا ہے کہ مرزا غلام احمد نبوت کی ایک نئی تعریف کرکے عام لوگوں میں رسائی پانا چاہتا تھا اور ختم نبوت کے عقیدہ میں لچک پیدا کر رہا تھا۔

پیشگوئیوں کی تصدیق کے لئے ان کے الفاظ میں تبدیلی:

مرزا غلام احمد پہلے بڑی تحدی سے ایک بات کی پیشگوئی کرتا ہے پھر اسے پیش آمدہ حالات پر منطبق کرنے کے لئے اس کے الفاظ میں تبدیلی کرتا ہے اب آپ ہی بتائیں کہ یہ دل پر اتری نبوت ہے یا وہ اپنی دماغی قوتوں سے اس کا تانا بانا بن رہا ہے۔ مرزا غلام احمد کی ان دماغی سازشوں کی کہانیاں اس کی کتابوں سے نمایاں ہیں اور بڑی دلچسپ ہیں ہم یہاں اس کی ایک پیشگوئی بطور نمونہ درج کرتے ہیں۔

مرزا غلام احمد نے پنڈت لیکھرام کے بارے میں پیشگوئی کرتے ہوئے کہا:

خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو بیس فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہوجائے گا سو اب میں اس پیشگوئی کو شائع کرکے ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کے لئے میں طیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے

(آئینہ کمالات اسلام ص ۶۵۱)

مرزا غلام احمد نے اس پیشگوئی میں یہ دعویٰ کیا کہ پنڈت لیکھرام ایسی موت کا شکار ہوگا جو خرق عادت ہوگی جس میں کسی انسانی ہاتھ کا کوئی دخل نہ ہوگا مگر جب پنڈت لیکھرام کو کسی نے چھری سے قتل کردیا تو جھٹ سے مرزا غلام احمد نے اپنی پیشگوئی کے الفاظ بدل دیئے اب یہ کہا گیا کہ:

"میں نے بھی اس کی نسبت پیشگوئی کی تھی کہ چھ برس تک چھری سے مارا جائے گا"۔ (نزول المسیح ص ۱۷۷ روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۵۵۳)

پیشگوئی کے الفاظ میں تبدیلی محض اس لئے کی گئی کہ سابقہ پیشگوئی کو اس پر فٹ کیا جاسکے۔ اور جب تک پوری چالاکی اور عیاری کے ساتھ الفاظ نہ بڑھائے جائیں اس وقت تک بات نہیں بن پارہی تھی۔ اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ کیا یہ سب دماغی کارروائی نہ تھی۔

مرزا غلام احمد کے عربی الہامات میں اس کی اپنی دماغی سوچ کا پایا جانا:

انسان جب ایک بات کو ایک زبان سے دوسری زبان میں لاتا ہے تو ترجمہ کرتے وقت اس

خدا نے اس جماعت اور دوسری جماعتوں میں کچھ فرق نہ دکھلایا تو ان کا حق ہوگا کہ میری تکذیب کریں"۔ (ایضاً)

اس قسم کے بے شمار دعوے اس کی کتابوں میں پائے جاتے ہیں آپ ہی سوچیں کہ اپنی بات منوانے کے لئے وحشت کا یہ پیچیدہ جال بچھانا اور لوگوں کو اپنے سلسلہ میں لانے کے لئے بلیک میلنگ کرنا کیا کسی خدا پرست آدمی کا کام ہو سکتا ہے؟ نہیں۔ یہ صرف وہی لوگ کرتے ہیں جن کی ساری محنت دماغ پر ہوتی ہے۔ دلوں پر اترنے والی نبوت اور الہام میں آپ کبھی یہ نقشے اور دعوے نہیں دیکھیں گے۔

نبوت کی نئی تعریف سے عام لوگوں میں رسائی پانا:

جو لوگ دینی تعلیم نہیں رکھتے انہیں نبوت کی ایک نئی تعریف مہیا کرکے اپنی نبوت کس طرح منوائی جاسکتی ہے اس کے لئے مرزا غلام احمد کی اس عبارت پر غور فرمائیں اور پھر سوچیں کہ مرزا غلام احمد کی یہ نبوت اس کے دل پر اتر رہی ہے یا اس کے لئے وہ اپنے دماغ کو استعمال کر رہا ہے:

"ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سید و مولا آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں اور نہ کوئی شریعت ہے اور اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو وہ بلاشبہ بے دین اور مردود ہے لیکن خدا تعالیٰ نے ابتداء سے ارادہ کیا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے کمالات معتدبہ کے اظہار و اثبات کے لئے کسی شخص کو آنجناب کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ بخشے جو اس کے وجود میں عکسی طور پر نبوت کا رنگ پیدا کردے سو اس طرح سے خدا نے میرا نام نبی رکھا یعنی نبوت محمدیہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہوگئی"۔ (چشمہ معرفت ۳۲۴)

مرزا غلام احمد یہ بھی لکھتا ہے:

"اگر اللہ تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو بتلاؤ کس نام سے اس کو پکارا جائے اگر کہو اس کا نام محدث رکھنا چاہئے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی لغت کی کسی کتاب میں اظہار غیب نہیں مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے"۔ (تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۷)

مرزا غلام احمد کے یہ الفاظ بھی دیکھیں:

یہ صرف لفظی نزاع ہوئی یعنی آپ لوگ جس امر کا نام مکالمہ یا مخاطبہ رکھتے ہیں میں اس کی کثرت کا نام بموجب حکم الٰہی نبوت رکھتا ہوں

(تتمہ حقیقۃ الوحی ص ۶۸) ان عبارات سے صاف پتہ چلتا ہے کہ مرزا غلام احمد نبوت کی ایک نئی تعریف کرکے عام لوگوں میں رسائی پانا چاہتا تھا اور ختم نبوت کے عقیدہ میں لچک پیدا کر رہا تھا۔

پیشگوئیوں کی تصدیق کے لئے ان کے الفاظ میں تبدیلی:

مرزا غلام احمد پہلے بڑی تحدی سے ایک بات کی پیشگوئی کرتا ہے پھر اسے پیش آمدہ حالات پر منطبق کرنے کے لئے اس کے الفاظ میں تبدیلی کرتا ہے اب آپ ہی بتائیں کہ یہ دل پر اتری نبوت ہے یا وہ اپنی دماغی قوتوں سے اس کا تانا بانا بن رہا ہے۔ مرزا غلام احمد کی ان دماغی سازشوں کی کہانیاں اس کی کتابوں سے نمایاں ہیں اور بڑی دلچسپ ہیں ہم یہاں اس کی ایک پیشگوئی بطور نمونہ درج کرتے ہیں۔

مرزا غلام احمد نے پنڈت لیکھرام کے بارے میں پیشگوئی کرتے ہوئے کہا:

خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو بیس فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بدزبانیوں کی سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہوجائے گا سو اب میں اس پیشگوئی کو شائع کرکے ظاہر کرتا ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل نہ ہوا جو معمولی تکلیفوں سے نرالا اور خارق عادت اور اپنے اندر الٰہی ہیبت رکھتا ہو تو سمجھو کہ میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نطق ہے اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کے لئے میں طیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں رسہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے

(آئینہ کمالات اسلام ص ۶۵۱)

مرزا غلام احمد نے اس پیشگوئی میں یہ دعویٰ کیا کہ پنڈت لیکھرام ایسی موت کا شکار ہوگا جو خرق عادت ہوگی جس میں کسی انسانی ہاتھ کا کوئی دخل نہ ہوگا مگر جب پنڈت لیکھرام کو کسی نے چھری سے قتل کردیا تو جھٹ سے مرزا غلام احمد نے اپنی پیشگوئی کے الفاظ بدل دیئے اب یہ کہا گیا کہ:

"میں نے بھی اس کی نسبت پیشگوئی کی تھی کہ چھ برس تک چھری سے مارا جائے گا"۔ (نزول المسیح ص ۱۷۷ روحانی خزائن ج ۱۸ ص ۵۵۳)

پیشگوئی کے الفاظ میں تبدیلی محض اس لئے کی گئی کہ سابقہ پیشگوئی کو اس پر فٹ کیا جاسکے۔ اور جب تک پوری چالاکی اور عیاری کے ساتھ الفاظ نہ بڑھائے جائیں اس وقت تک بات نہیں بن پارہی تھی۔ اب آپ ہی فیصلہ کریں کہ کیا یہ سب دماغی کارروائی نہ تھی۔

مرزا غلام احمد کے عربی الہامات میں اس کی اپنی دماغی سوچ کا پایا جانا:

انسان جب ایک بات کو ایک زبان سے دوسری زبان میں لاتا ہے تو ترجمہ کرتے وقت اس

مرزا غلام احمد کا اپنی نبوت کے بارے میں یہ دعویٰ کہ اسے تدریجاً نبوت ملی واضح کرتا ہے کہ یہ سب دماغی کاوش تھی کہ موقعہ بموقعہ مختلف دعوے کئے جاسکیں اور ہر لمحہ گرگٹ کی طرح اپنے رنگ بدلتے رہیں

کے اپنے محاورات زبان اس پر عمل کرتے ہیں اور اس کی یہ دوسری زبان کی عبارت اسی کے پرانے ذہن کی پیداوار سمجھی جاتی ہے اگر اللہ تعالیٰ اس کو کوئی بات بتائیں اور اس کے لئے دوسری زبان استعمال کریں تو خدا اس کے ترجمہ میں غلطی نہیں کرتا اور اس میں زبان کی صحت بخوبی کار فرما ہوتی ہے اس پہلو سے بھی مرزا غلام احمد کی وحی پر غور کریں۔ ہم یہاں صرف ایک لفظ پر بحث کرتے ہیں۔

رحم کرنا' جس پر رحم کیا جائے اردو میں اس کا مفعول صلہ کے ساتھ آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے۔ یہاں لفظ پر کا صلہ موجود ہے۔ عربی میں رحم کا مفعول بغیر صلہ کے آتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ تم کو رحم کرے (کو صرف مفعول کی نشاندہی کے لئے ہے) عربی میں اس طرح کہیں گے یرحمک اللہ (اللہ تم کو رحم دے) اور اردو محاورے میں اس طرح کہیں گے اللہ تم پر رحم کرے۔ اب اگر کوئی اپنے دماغ کی رو سے اس کا ترجمہ کرے گا تو کہے گا **یرحم اللہ علیک** اور اللہ جب یہ بات کہے گا تو صحیح الفاظ یہ ہوں گے **یرحمکم اللہ** یہاں لفظ پر کے لئے کوئی عربی لفظ نہ آئے گا اور علیک کے الفاظ آپ نہ دیکھیں گے۔ پہلے آپ مرزا غلام احمد کی عبارت دیکھیں۔

عسیٰ ربکم ان یرحم علیکم (براہین احمدیہ ص ۵۰۵ روحانی خزائن ج ۱ ص ۶۰۱)

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں اسے اس طرح ذکر کرتا ہے

عسیٰ ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا
(پ ۱۵ بنی اسرائیل ۸)

(ترجمہ) بعید نہیں تمہارے رب سے کہ رحم کرے تم پر

اور یہ بھی فرمایا:

ان یشاء یرحمکم (پ ۱۵ بنی اسرائیل ۵۴)

مرزا غلام احمد نے جب اس مضمون کو اپنی وحی کے طور پر پیش کیا تو اس نے اپنے اردو کے محاورے کے الفاظ اختیار کئے جس سے یہ بات سمجھی جاسکتی ہے کہ یہ وحی اس بندے کے اپنے دماغ کی پیداوار ہے ورنہ خدا تعالیٰ تو کسی بات کو کسی دوسری زبان میں لانے میں غلطی نہیں کرتا۔

مرزا غلام احمد کا احتلام اور حدیث الحلم من الشیطان:

حدیث میں ہے کہ احتلام شیطان کے دخل سے ہوتا ہے انبیاء کے دماغ شیطانی دخل سے محفوظ ہوتے ہیں۔ مرزا غلام احمد کا بیٹا مرزا بشیر احمد تسلیم کرتا ہے کہ اس کے باپ سے احتلام سرزد ہوتا رہا اس سے پتہ چلتا ہے کہ مرزا غلام احمد کی نبوت دل پر اتری نہ تھی یہ خود اس کے اپنے دماغ کی اختراع تھی اور اس دماغ کی جس میں شیطان کا تصرف چلتا تھا۔ مرزا بشیر احمد لکھتا ہے:

"حضرت صاحب کے خادم میاں حامد علی کی روایت ہے کہ ایک سفر میں حضرت صاحب کو احتلام ہوا جب میں نے یہ روایت سنی تو بہت تعجب ہوا کیونکہ میرا خیال تھا کہ انبیاء کو احتلام نہیں ہوتا"۔ (سیرۃ المہدی ج ۳ ص ۲۴۲)

مرزا غلام احمد کے لڑکے کا یہ اعتراف بتلاتا ہے کہ مرزا غلام احمد کے سر پر شیطان مسلط تھا اور اس کی یہ ساری سوچ شیطانیت کا نتیجہ تھی۔ سو حاصل کلام یہ کہ اللہ کے نبی کبھی اس قسم کی شرارتوں میں ملوث نہیں ہوتے۔ نبوت ان کے دلوں پر اترتی ہے اور وہ دلوں پر ہی محنت کرتے ہیں اس کا تزکیہ کرتے ہیں جبکہ جھوٹے لوگوں کا دماغ چلتا ہے اور وہ اپنی چالاکی اور شیطانی تصرفات کے ذریعہ لوگوں کو اپنے پیچ میں پھانسنے کی سازشیں کرتے ہیں۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی پوری تحریک پر آپ کی نظر ہو اور پھر اس کے جانشینوں کی کارستانیاں بھی آپ کے سامنے رہیں تو واضح ہوگا

باقی صفحہ ۲۳ پر

بقیہ: قبول اسلام ۱۸

اس لئے کہ میں نے یہ سورۃ چینل نمبر ۲ پر سن کر یاد کرلی تھی۔

اس عظیم سورۃ کے پڑھنے کے چند ہی لمحات گزرے ہوں گے کہ آوازیں آنا بند ہوگئیں نفس مطمئن ہوگیا' اور ہم نے راحت و اطمینان کی سانس لی' حالانکہ میں اس سورۃ کے معانی سے ناواقف تھا' اس واقعہ کے بعد میں نے نئے طریقے سے اسلام قبول کرنے کے سلسلہ میں غور و فکر شروع کردیا' میں نے اسلامی لٹریچر کا مطالعہ شروع کیا' اور مجھ کو اس دین کی حقانیت کا پورا یقین ہوگیا' میں نے طے کرلیا کہ جب سعودیہ واپس ہوں گا تو اسلام قبول کرلوں گا۔

چھٹی ختم ہونے کے بعد مملکت میں واپس ہوا تو میں غیر ملکی دعوتی مراکز میں سے ایک مرکز گیا۔ اور فلپین کے ایک داعی کے پاس بیٹھا' انہوں نے مجھے اسلامی ارکان بتائے' اس کے بعد میں نے کلمہ توحید پڑھا اور دین اسلام میں داخل ہوگیا۔ اور میں مسلمان ہوگیا (وللہ الحمد من عباد اللہ المسلمین) اور آخر میں' میں سعودی ایکیوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور چینل نمبر ۲ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور ہر طرح اللہ رب العزت کی حمد بیان کرتا ہوں۔

(ان اللہ یھدی من یشاء)

قسط نمبر ۲

خلافت مقصدِ تخلیق آدم علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے تمام اسباب خود مہیا فرمادیے۔ لوہا ان کے ہاتھوں میں نرم ہوگیا۔ اور قرآن کریم میں ذکر ہے والنا له الحديد اللہ تعالیٰ اپنی طرف منسوب کرکے فرماتے ہیں کہ ہم نے نرم کردیا ان کے لئے لوہا۔ یہ زرہ سازی' لیوں کی صنعت جس کی تعلیم اللہ تعالیٰ نے خود دی ہے۔ معلوم ہوا یہ علوم نبوت میں سے ہے اور اللہ تعالیٰ نے بطور امتنان کے فرمایا والنا احسان ڈالا ان پر۔ اور بطور امتنان کے اللہ تعالیٰ کسی نعمت کا ذکر فرماتے ہیں تو وہ ایک مخصوص نعمت ہوتی ہے۔ جو اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو دیتے ہیں۔ آپ آگے جائیں تو حضرت سلیمان علیہ السلام کو بھی اللہ تعالیٰ نے سکھلایا علمنا منطق الطير پرندوں کی بولی ان کو سمجھا دی۔ میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ پرندوں کی بولی بھی قابل تعلیم ہے۔ آج شاید آپ پرندوں کی بولی نہیں سمجھتے' لیکن یہ بولی بھی تعلیم کے قابل ہے یہ سمجھی جاسکتی ہے شاید وقت تو آجائے گا تو آپ بھی سمجھ جائیں گے۔ سلیمان علیہ السلام نے ہدہد سے باتیں کی تھیں یا نہیں؟ اور انہوں نے کہا مالی لا اری الهدهد ام كان من الغائبين ہدہد کو حاضر کیا گیا تو ہدہد نے کیا کہا؟ کہا کہ مجھے ایسی باتوں کا علم ہے کہ تمہیں بھی علم نہیں۔ اور پھر اس کو قاصد بناکر ملکہ سباء کے پاس بھیجا۔ کیوں بھیجا یا نہیں؟ معلوم ہوا کہ پرندوں سے پیغام رسانی کا کام یہ پہلے اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں کو بتادیا تھا جو آج حکومتیں کبوتروں کے ذریعے سے پیغام رسانی کا کام چلاتی ہیں۔

یہ آپ ذرا دیکھیں' حضرت یوسف علیہ السلام جب مصر میں پہنچے تھے' جیل خانہ سے رہا ہوئے تو انہوں نے خواب کی تعبیر بتائی تھی' تو خود اپنے آپ کو پیش کیا اور کہا اجعلني على خزائن الارض اني حفيظ عليم کہ مجھے زمین کے خزانوں کی نگرانی پر مقرر کردو' مجھے وزیر خزانہ بنادو اس لئے کہ انی حفیظ علیم یہ دلیل ہے کہ میں وزیر خزانہ بننے کا مستحق ہوں' اس کے قابل ہوں۔ اس لئے کہ مجھ میں نگرانی کی قوت ہے' امانت بھی ہے' اور نگرانی امانت اور دیانت

مولانا یاسین...... مرکزی خاران

سے ہوتی ہے۔ اور میں بتاؤں کہ خزانوں کی حفاظت علم حساب سے ہوتی ہے اگر ایک شخص ایک اور دو کو نہیں جوڑ سکتا' وہ علم حساب کا ماہر نہیں ہے تو وہ خزانوں کی نگہبانی نہیں کرسکتا۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو علم حساب میں مہارت عطا کی تھی اور علم حساب کی مہارت کے تحت وہ فرماتے ہیں انی حفیظ علیم میں اچھا نگہبان بھی ہوں اور میرے پاس علم بھی ہے یہاں پر علم سے مراد صرف اعداد کا ہی علم نہیں ہے۔ کیونکہ وہ خزانہ کا وزیر بننے کے لئے اپنی اہلیت پیش کرتا ہے تو یہاں پر علم سے عام علم ہوگا جس سے امانت بھی آئے' تقویٰ بھی آئے' طہارت بھی آئے اور حساب کرکے خزانوں کی نگہبانی بھی کرے عام علم مراد ہے۔

اور اس سے آگے چلیں! آیئے جناب نبی کریم ﷺ کے عہد میں آپ تشریف لائیں۔ یہاں تو آپ کو معلوم ہے کہ حضور ﷺ فوج کے سپہ سالار بھی تھے۔ فوجوں کی صف بندی کرتے کہ کس نے کہاں کھڑا ہونا ہے اور کس کی ڈیوٹی کہاں ہے' فوج کا پورا نقشہ تیار کرنا' یہ حضور ﷺ خود فرماتے تھے۔ واذ غدوت من اهلك تبوئ المومنين مقاعد للقتال یہ سپہ سالاری کا علم اور قتال کے لئے صف بندی کرانا اور ہر ایک فوجی سپاہی اور مجاہد کی ڈیوٹی مقرر کرنا اور جنگ کا نقشہ بنانا۔ یہ فن حرب ہے' اور جو فن حرب کا ماہر نہ ہو تو جنگ کا نقشہ نہیں بناسکتا' معلوم ہوا کہ یہ محاذ حرب کی بات نہ تھی' بلکہ یہ فنون حرب کی مہارت کی بات تھی۔ اور آج کے جرنیل بھی موجودہ وقت کے جرنیل جب احد کی پہاڑی کے سامنے جاتے ہیں حج کے موقع پر اور یہ جنگ کا نقشہ سامنے آتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے پچاس کہاں کھڑے کئے تھے تو آج جرنیل اعتراف کرتا ہے کہ اس موجودہ وقت میں بھی فنون حرب کا بہت بڑا ماہر اس سے بہتر نقشہ نہیں بناسکتا۔ یہ ساری چیزیں آپ کریں گے تو خلافت کے مستحق ہوں گے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر صرف عبادات کا علم' اگر صرف روزہ اور نماز کا علم اگر صرف اللہ تعالیٰ کے تقرب و تسبیح و تحمید و تقدیس کے علم سے خلافت کا نظام اس کا استحقاق ثابت ہوسکتا ہے' تو علماء و صلحاء و اتقیاء میں سے کہتا ہوں کہ میں مان لیتا ہوں کہ تم فرشتے ہو' میں مان لیتا ہوں کہ تم خدا کے مقرب بندے ہو' میں تسلیم کرلیتا ہوں کہ تم جنتی بھی ہو'

متقی پرہیزگار اور نیک بھی بن جاؤ مگر تم خلافت کے مستحق نہیں ہوگے۔ کیونکہ معیار خلافت اگر یہی ہوتا تو پھر فرشتے تم سے زیادہ عبادت کرتے تھے۔ وہ مستحق کیوں نہیں ہوئے' کیوں نہیں ہیں؟ اگر تمہارے اس علم سے خلافت کا استحقاق آپ کو مل سکتا تو آپ سے زیادہ فرشتوں کو زیادہ استحقاق ہوتا۔ ان کو کیوں مسترد کردیا؟ اور آدم علیہ السلام کی پیدائش کی کیا ضرورت تھی اور وعلم آدم الاسماء کلھا کی تعلیم کی کیا ضرورت تھی؟ اور میں آپ کو ایک اور طرف لے جاتا ہوں کہ تم اس لئے بھی مستحق نہیں ہو۔ یہ مدرسہ کے طلباء سے خصوصی خطاب کرتا ہوں کہ تم اس لئے مستحق نہیں کہ تم انسانی ضروریات کی کفالت نہیں کرسکتے۔

اور کالجوں کے طلباء علوم عقلیہ کے ماہرین' سائنس کے ماہر' انجینئر' ڈاکٹرز اور پتہ نہیں کن کن علوم عقلیہ کے ماہرامیں اس لئے یہ کہتا ہوں کہ تم بھی خلافت کے مستحق نہیں' اس لئے کہ تم ذرا لفظ خلیفہ پر غور کرو' خلیفہ کا لفظ جس کے معنی نائب کے ہیں۔ خلیفہ خود حکمران نہیں ہوتا۔ خلیفہ حکام اعلیٰ حقیقی حاکم کا نائب بن کر وہاں سے حکم لیتا ہے اور یہاں پر نافذ کرتا ہے' تو خلیفہ بنتا ہے۔ اور اگر تم خدا سے جڑے ہوئے نہیں ہو' تمہارا خدا سے تعلق ہی نہیں' تم وہاں احکام انفذ کرنے کی صلاحیت اور اہلیت سلب کرچکے ہو' تمہارا خدا سے رشتہ ہی نہیں' تم عبادات کے کورے ہو' تم نماز ادا نہیں کرتے' تمہارے دل میں خدا نہیں ہے' اگر تم ادھر آنے نہیں تو خلیفہ کیسے بنو گے؟ خلیفہ تو وہ ہوتا ہے جو نائب ہے' اور نائب کے لئے یہ شرط ہے کہ اپنے رب سے اپنے اصلی حاکم سے جڑا ہوا ہو' جڑا رہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ آج کالجوں میں جو نصاب تعلیم رائج ہے' یونیورسٹی میں جو پڑھایا جاتا ہے' وہ اس معیار پر پورا نہیں اترتا۔ اس نظام تعلیم سے جو لوگ فارغ ہوتے ہیں۔ ان میں سے کچھ خود کو خدا سمجھتے ہیں۔ جو خدا کے وجود کا منکر ہو' نعوذباللہ' وہ خدا کو حاکم کیسے مانے گا' خود کو خلیفہ کیسے مانے گا' کوئی نبوت کا اور ختم نبوت کا منکر' کوئی حدیث کا منکر جبکہ حدیث رسول اللہ ﷺ وحی الٰہی ہے۔ وہ جو وحی کو نہیں مانتے تو وحی الٰہی کو نافذ کرنے کی اہلیت کیسے رکھتے ہوں گے؟ بہت بڑا انجینئر کیوں نہ ہو' بہت بڑا ڈاکٹر کیوں نہ ہو' بہت بڑا ریاضی دان کیوں نہ ہو' اور فنون کا بہت بڑا ماہر کیوں نہ ہو' یہاں تک کہ کمانڈر انچیف کیوں نہ ہو' اگر وہ خدا سے جڑا ہوا نہیں ہے' تو وہ حکومت تو کرے گا' اپنی حکومت کرسکتا ہے' لیکن وہ خلیفہ کبھی بھی نہیں بن سکتا۔

خلیفہ کے لئے شرط ہے وہ نیابت کرے ان الحکم الا للہ اور وھو احکم الحاکمین اس کے حکم کو لے کر نافذ کرے' ایک ایک بات کا لحاظ رکھیں۔ خدا کا مقرب بندہ ہے تو پھر بات بنتی ہے۔

محترم دوستو! قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ جب فوت ہوئے اور جنازہ پڑھنے کا وقت آیا تو اس وقت دہلی میں بہت مخلوق جمع تھی۔ وہ بڑے بزرگ تھے' اس لئے جنازہ میں بہت مخلوق آئی ہوئی تھی۔ اب جنازہ کون پڑھائے' کیونکہ ان کے خلیفہ صوفی نے اعلان کیا کہ جنازہ ان کی وصیت کے مطابق وہ شخص پڑھائے گا جس میں تین باتیں ہوں۔ ایک یہ کہ اس کی تہجد کی نماز کبھی قضاء نہ ہوئی ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس کی تکبیر تحریمہ کبھی فوت نہ ہوئی ہو' اور تیسری شرط یہ کہ اس کی نظر کبھی غیر محرم عورت پر نہ پڑی ہو۔ یہ تین شرطیں ان کی وصیت ہیں۔ جنازہ وہی پڑھائے گا جو ان تین شرطوں کو پورا کرے۔ اب کون آگے آسکتا ہے' بڑا مشکل تھا' اب کون آگے آئے؟ آخر مجبور ہوکر ایک شخص آگے بڑھا جنازے کی طرف' اور وہ کون تھا؟ سلطان شمس الدین التمش حکمران وقت۔ اور انہوں نے کہا کہ مجھے خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ سے بھی شکایت ہے کہ انہوں نے میرا پردہ فاش کردیا تو ایسا حکمران جو خدا سے جڑا ہوا ہو وہ خلیفہ بن سکتا ہے۔ اور یہ باقی ایرے غیرے جو آج خلیفۃ المسلمین بنے ہوئے ہیں' جن کا خدا سے دور کا تعلق نہیں ہے' یہ لوگ کیسے خلیفہ بن سکتے ہیں۔ اس لئے فرنگی ظالم نے اپنے دور میں نصاب تعلیم کو ایسا تقسیم کردیا کہ ادھر مدارس عربیہ دینیہ ہیں لیکن یہ حکومت نہیں کرسکتے۔ اور ادھر کالجوں کے تعلیم یافتہ جو حکومت تو ایک حد تک کرسکتے ہیں' لیکن خلیفہ نہیں بن سکتے۔ بات تو خلافت کی ہے' جہاں خدا کی حکومت ہو' اس کے وہ اہل نہیں' اس لئے انگریز کامیاب رہا۔ اور پاکستان میں نعرے لگانے کے باوجود کہ پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ آج تک اسلام نافذ نہیں ہوسکا۔ اور یہ اس لئے ہوا کہ تمہارے پاس رجال کار نہیں' تمہارے پاس ایسے آدمی نہیں ہیں' ادھر بھی دیکھو' ادھر بھی دیکھو' جو اللہ تعالیٰ کا خلیفہ بن کر یہاں حکومت کرے' رجال کار نہیں' قحط رجال ہے۔ تو کیسے خلافت قائم ہوگی' بتاؤ؟ جبھی تو خلافت قائم نہیں ہوتی' تم ہزار نعرے لگاتے جاؤ' کبھی نہیں ہوگی' جب تک اس کے لئے آدمی تلاش نہیں کروگے' رجال کار نہیں بناؤ گے۔

فرشتوں نے خود کہا! فرشتے جھوٹ تو نہیں بولتے کیونکہ وہ تو معصوم ہیں' خدا کے بندے ہیں' انہوں نے کہا تھا کیا کہا تھا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء فرشتوں کی بات ٹھیک تھی' غلط نہیں تھی۔ انہوں نے ہمارے حکمرانوں کے بارے میں بات کی تھی' ان کی نظر

خلافت پر تھی۔ لفظ خلیفہ پر انہوں نے غور بھی کیا تھا' بات فرشتوں کی ٹھیک تھی' یہ جو حضرت انسان ہے۔ اس کی دو حیثیت ہیں' ایک تو یہ کہ وہ حکمران بنے اپنی من مانی کرکے حکومت اپنے ذہن کے مطابق چلائے۔ جب وہ خود حکمران بنتا ہے اور خلیفہ نہیں ہوتا۔ تو پھر فرشتوں کی بات ٹھیک ہے اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء جو انسان خود حکمران بنتا ہے' خدا کے احکام کو نافذ نہیں کرتا' وہ فساد ہی کرے گا' خون ریزیاں ہی کرے گا۔ آپ دیکھیں آج امریکہ کو دیکھو' روس کو دیکھو' ایٹم بم بنا رہے ہیں' ہائیڈروجن بم بنا رہے ہیں' ایک بم سے لاکھوں انسان موت کے گھاٹ اتار سکتے ہیں' انسان کی ہلاکت کے اسباب اور سامان ان کی حکومت نے جائز قرار دیئے ہیں۔ لیکن امن کے قیام کے لئے کوئی بہت بڑا فلاسفر بھی ہو' بہت بڑا حکمران بھی' وہ امن کے قیام کے لئے انتظام نہیں کرسکتا۔ اس لئے فرشتوں کی بات ٹھیک ہے' فرشتوں نے بات کی کہ انسانی حکمرانی ایسی ہوگی۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انسان کو خلیفہ بنایا تھا۔ تو فرشتوں کی بات نہیں مانی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے دوسری حیثیت سے دیکھا اللہ تعالیٰ نے کہا کہ انسان جب میرا بندہ ہوتا ہے' میرے ساتھ جڑا ہوتا ہے' تو فساد نہیں کرے گا۔ اس لئے فرشتوں کی بات ایک حیثیت سے درست تو تھی' دوسری حیثیت سے صحیح نہیں تھی۔

میرے محترم بھائیو! میں سمجھتا ہوں کہ میں نے تو آپ کو یہ بات سمجھادی کہ خلافت کیوں نہیں آتی' اس کی وجہ کیا ہے' اور کب آئے گی' جب تم اس کے لئے رجال کار پیدا کرو گے۔ اب آج جو یہ اجتماع میرے سامنے ہے' یہاں پر کالجوں کے طلباء بھی ہیں اور مدارس کے طلباء بھی ہیں' ان کا یہ اجتماع' ان کا یہ اتحاد' میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید خلافت کے لئے یہاں سے رجال کار پیدا ہوجائیں۔ دونوں کو اکٹھا کرلو' اب جو کالجوں کے طلباء تمہارے پاس آجائیں تو وہ خدا سے جڑ جائیں گے۔ اور جب تم ان کے پاس چلے جاؤ گے تو تم انسان کی ضروریات کو سمجھ لوگے۔ اور اس کے بعد یہاں سے اسلام کے لئے اور خلافت کے لئے رجال کار پیدا ہوسکیں گے۔ یہ سیدھی بات ہے میں کالج کے طلباء کو کہتا ہوں کہ وہ مسجد میں آجائیں' اور ان عربی مدارس کے طلباء سے کہتا ہوں کہ تم ذرا باہر بازاروں میں آجاؤ۔ لوگوں کی ضروریات تو دیکھو۔ جب تم کچھ ادھر آجاؤ گے یہ کچھ ادھر چلے جائیں گے' ان کی کمی وہاں مسجد میں پوری ہوگی۔ اور تمہاری کمی کارخانوں میں' بازاروں میں' کھیتوں میں پوری ہوجائے گی۔ ادھر بھی دیکھو ورنہ مخلوق خدا کی خدمت کیسے کروگے؟ مخلوق خدا کی خدمت نہیں کروگے تو خلافت نہیں ملے گی۔ بات تو یہ ہے کہ تم فرشتوں سے زیادہ افضل تو نہیں ہو۔ تمہیں کیسے خلافت مل سکتی ہے تم دیکھو' انسان کی ضروریات کو سمجھو اور اس کو اپنانے کی کوشش کرو۔ دل سے ان کو لگاؤ خالق سے بھی جڑو اور مخلوق سے بھی جڑو۔ کیونکہ خالق اور مخلوق کے جوڑ سے خلیفہ پیدا ہوتا ہے........ تمہارے ساتھ مدارس عربیہ کے طلباء اکٹھے بیٹھے ہیں' تم آپس میں بھائی بھائی ہو۔ تمہارا ایک ذہن بنے گا' ایک ذہن کی تخلیق ہوگی اور اس ذہن سے ہماری امیدیں وابستہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس میں برکت عطاء فرمائیں۔ آمین ثم آمین یا رب العالمین ۔

بقیہ : رواداری کے نام پر......

ہر صورت ہائی کورٹ کا جج بنانا چاہتی ہے اور اسی کے اشارہ پر جسٹس خلیل الرحمان خان کو سپریم کورٹ بھیجا گیا تھا۔ اگر آج پھر "اہم شخصیت" نے اس معاملے میں کسی قسم کا دباؤ ڈالا تو انشاء اللہ عامتہ المسلمین اس معاملے کو اپنے ہاتھ میں لیں گے اور پھر ہرچہ باداباد۔

دنیا کے ایک ارب سے زیادہ مسلمان حضور نبی اکرم ﷺ سے انتہائی جذباتی وابستگی رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ کے ناموس کا معاملہ ہو تو پھر یہ نہیں دیکھا جاتا کہ نام نہاد اہم شخصیتوں کا حدود اربعہ کیا ہے وہ کتنی طاقتور ہیں اور کیا چاہتی ہیں پھر مسلمان اپنے پیارے رسول ﷺ پر اپنی جان' اولاد' مال' والدین غرضیکہ ہر قیمتی متاع قربان کرنے کے لئے میدان میں سربکف آتے ہیں۔ ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی تحریکیں اس بات کا کھلا ثبوت ہیں کہ مملکت خداداد میں مسلمانوں کی گردنوں پر حضور ﷺ کے باغی جعلی نبی کے پیروکاروں کو مسلط نہیں کیا جاسکتا۔ مرزائیوں اور ان کی مہربان "اہم شخصیت" کو سر ظفر اللہ آنجہانی کی ذلت و رسوائی کے ساتھ وزارت خارجہ سے علیحدگی سے سبق سیکھنا چاہئے اور قادیانیوں کو عدلیہ میں پلانٹ کرنے سے باز رہنا چاہئے۔ اہم شخصیت ہوش کے ناخن لے۔ اس کے اقتدار کے اپنے دن ہی اب کتنے ہیں۔ کیا اسے معلوم نہیں کہ چھ سات ماہ پہلے کی اس سے زیادہ بااختیار کئی اہم شخصیتیں آج پابجولاں ہیں۔ ان میں ایک ایسی شخصیت بھی شامل ہے جس نے اہم شخصیت کی سرپرستی کرکے اسے موجودہ حیثیت دلوانے میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ رہے نام اللہ کا۔ "اہم شخصیت" کی طرح کئی لوٹا برانڈ اہم شخصیتیں اقتدار کا زمانہ ختم ہونے پر گمنامی کی اتھاہ گہرائیوں میں "پھرتے ہیں میر خوار کوئی پوچھتا نہیں" کی تصویری زبان حال سے پکار رہی ہیں۔

دیکھو "ہمیں" جو دیدہ عبرت نگاہ ہو

ایک فلپائنی عیسائی کا قبولِ اسلام

سفری دعا' مسلمانوں کے سلام کرنے' مصافحہ و معانقہ' نماز اور دوسرے محبت کے مظاہر نے میرے اندر اسلام کی کشش پیدا کر دی (نو مسلم کے تاثرات)

نام فلیکس احمد' سکونت فلپین' کام' کسی کمپنی میں سیکریٹری کے فرائض انجام دیتے ہیں۔ فلیکس احمد کا کیا قصہ ہے اور کیسے ان کی اسلامی زندگی کی شروعات ہوئی' وہ اپنے اسلام قبول کرنے کا قصہ اس طرح بیان کرتے ہیں:

میرے والد تقریباً ۳۰ سال کا عرصہ ہوا' سعودی عرب نوکری کی غرض سے گئے اور وہیں انہوں نے اسلام قبول کر لیا' میں اپنی والدہ سے سنتا رہتا تھا کہ میرے والد نے اسلام قبول کر لیا ہے لیکن میں نہ ہی مملکت سعودی عربیہ سے واقف تھا اور نہ ہی اسلام کے بارے میں کچھ جانتا تھا' لیکن اپنے والد سے ملاقات کی غرض سے سعودیہ جانے کا خواہشمند ضرور تھا۔

حسن اتفاق سے مجھے سعودی عرب میں ملازمت مل گئی' میں نے رخت سفر باندھا اور جہاز میں سیٹ ریزرو کرالی۔

میں ہوائی جہاز میں سوار ہوا' حسب معمول سیٹ بیلٹ باندھی' سعودی ایئرلائنس کے رواج کے مطابق جہاز پر روانگی سے پہلے سفری دعا پڑھی گئی' جس کو مسلمان سفر کے وقت پڑھتے ہیں' میرے روئیں روئیں پر یہ دعا اثر انداز ہوئی اور مجھ پر ایک عجیب کیفیت طاری ہو گئی جیسے ایک ایسا پیغام ملا جس سے میں ناآشنا تھا۔ اور اس پیغام نے میرے اندر یہ احساس جاگزیں کر دیا کہ یہ سفر پر سکون ہو گا' میرے اندر اس کلام کے سننے کی مزید خواہش پیدا ہوئی اور اس دعا کے سننے کی پیاس میرے اندر اور بڑھی کیونکہ اس دعا ہی سے مجھے سکون ملا تھا۔ آپ کو یہ سن کر ضرور تعجب ہو گا کہ جس دعا نے میری روح کو آرام پہنچایا۔ میرے اندر طمانیت کا احساس جاگزیں کیا میں اس کے معنی سے ناواقف تھا۔

تیسری چیز جس نے مجھ کو اسلام سے متاثر کیا' وہ نماز کا منظر' باہم اسلام و کلام کرنا اور اچھا معاملہ کرنا ہے' سعودیہ میں' میں نے کام شروع کر دیا'

مسعود حسن حسنی (انڈیا)

میرے والد مسلمان تھے' مجھ کو بھی اسلام کی دعوت دیتے' لیکن میں ان سے ملنے کا اہتمام نہیں کرپاتا تھا۔

سعودی عرب میں بعض ایسے حالات پیش آئے اور اسلامی اخلاق کا مظاہرہ ہوا جنہوں نے میری بیداری کو اور بڑھا دیا۔

مجھ کو اس وقت تعجب ہوتا تھا جب میں مسلمانوں کو پانچ وقت کی نمازوں کی سختی کے ساتھ پابندی کرتے دیکھتا کیونکہ میں اس کو بہت زیادہ سمجھتا تھا' جب کہ عیسائیوں میں صرف اتوار کو کلیسا جانے کا رواج تھا (اور میں اس کا پانچ وقت کی نمازوں سے مقابلہ کرتا تھا)

مجھ کو مسلمانوں کے سلام کرنے' آپس میں مسکرا کر ملنے' مصافحہ و معانقہ کرنے اور گرمجوشی کے ساتھ ملنے پر بھی تعجب ہوتا تھا یہ وہ معاملات تھے اور اسی طرح کے دوسرے محبت کے مظاہر نے میرے اندر اسلام کی کشش پیدا کر دی۔

چھٹی لے کر میں فلپائن گیا تو میں نے محسوس کیا کہ میں کلیسا اور انجیل کی تلاوت میں وہ کشش نہیں محسوس کرتا جو پہلے محسوس کرتا تھا' میں نے کلیسا جانا کم کر دیا اس لئے کہ نصرانی شعائر کے سلسلے میں جو تشریحات کی جاتی تھیں ان سے میں متفق نہیں ہوتا تھا' سعودیہ میں میرے قیام اور مسلمانوں سے قریب رہنے کی وجہ سے میں اسلام سے بہت زیادہ متاثر ہو چکا تھا۔

ایک دن میں اور میری اہلیہ اپنے اس گھر میں تھے جو آبادی سے بہت دور تھا۔ ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے اسی دوران ہم نے عجیب و غریب آواز سنی' دروازے بجنے لگے' ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ کھڑکیاں ٹوٹ جائیں گی' ہمیں مکان میں کسی کی موجودگی کا احساس ہوا' یہ بہت ہی سخت لمحات تھے ہم نے اپنے اندر خوف و گھبراہٹ اور رعب کے ملے جلے جذبات محسوس کئے' ہم کو محسوس ہوا کہ جیسے جن یا بھوت ہیں۔

میری زبان پر بلا ارادہ (اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم الحمد للہ رب العلمین) الخ جاری ہو گیا۔ اور پوری سورہ فاتحہ بغیر ارادہ کے پڑھ ڈالی

باقی صے اپر

قسط نمبر ۲

ماہ صفر المظفر شرعی و تاریخی حیثیت

○ ۱۳ ر نبوت ۶۲۲ء کو حضرت سیدنا امام علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بستر پر سوئے۔

○ صفر المظفر سن ۱۱ھ بمطابق ۲۵ مئی ۶۳۲ء کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو کر صاحب فراش ہوئے۔

○ صفر المظفر سن ۹ھ میں جنوبی عرب کے مختلف علاقوں کی طرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے مہمیں بھیجنے کا آغاز ہوا۔

○ قریش مکہ کی پارلیمانی بحث اور محسن انسانیت کے قتل کی ظالمانہ قرارداد ۱۳ صفر نبوی سن ۶۲۲ء منظور ہوئی۔

○ کاشانہ نبوی کفار کے نرغے میں ۲۵-۲۶ صفر ۱۴ نبوی ۱۱-۱۲ ستمبر ۶۲۲ء

○ ۲۷ صفر شب جمعہ ۱۴ نبوی ۱۲ ستمبر ۶۲۲ء کو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اپنا گھر چھوڑتے ہیں یعنی ہجرت کی۔

○ (ہجرت مدینہ) مکہ سے غار ثور تک ۲۷ صفر تا ۲۹ صفر نبوی ۱۲-۱۴ ستمبر ۶۲۲ء

○ غار ثور سے روانگی ۲۹ صفر سن ۱۱ھ بمطابق ۲۵ مئی ۶۳۲ء

○ (مدت مرض ۱۳-۱۴ دن)

بہر حال اس قسم کے بہت سارے واقعات و حوادثات اور بھی ہیں لیکن طوالت کے خوف سے انہیں یہاں نقل نہیں کیا جارہا' محض بات کی وضاحت کے لئے بطور ثبوت و نمونہ چند ایک حالات کا تذکرہ مناسب تھا وہ کردیا گیا جن سے یہ بات کھل کر سامنے آگئی ہے کہ صفر المظفر کا مہینہ قطعاً" منحوس نہیں ہے ورنہ تو مذکورہ بالا عظیم ترین واقعات مثلاً" سیدہ فاطمۃ الزہرا اور سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شادی' اور تبلیغی جماعت کا باقاعدہ انتظام' نیز خصوصی اور کامیاب مہمات کا آغاز جیسے مبارک اور عظیم الشان کام اس ماہ میں انجام نہ پاسکتے لہٰذا اس ماہ کو منحوس خیال کرنا محض مشرکانہ' کافرانہ و خالص ملحدانہ نظریہ ہے' بہت سے لوگوں میں مشہور ہے کہ دائیں طرف سے پرندہ اڑے تو اس کو اچھا سمجھتے ہیں اور بائیں طرف سے اڑے تو منحوس خیال کرتے ہیں'

حکیم محمد عمر فاروق شیخ جاسپوری

حالانکہ یہ بھی بالکل بے اصل اور خام خیالی ہے' اسی طرح الو کی نحوست بھی کوئی چیز نہیں ہے' بعض لوگ الو کو منحوس تصور کرتے ہیں' بالکل اسی طرح صفر المظفر میں بھی کسی قسم کی منحوسیت نہیں ہے جس کے بارے میں نبی اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے واشگاف اعلان فرما کر اس قسم کے نظریات کی نہ صرف تردید فرمائی ہے بلکہ لغویات و خرافات سے تعبیر کیا ہے

قال محمد بن راشد یتشاءمون بدخول صفر فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا صفر (ابوداؤد) تو معلوم ہوا کہ صفر کے مہینے سے بدشگونی لینے سے تعبیر کرنا سراسر غلط اور بے اصل ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکیداً" تین مرتبہ ارشاد فرمایا الطیرۃ شرک کہ بدفالی اور بدشگونی شرک ہے۔

اور قرآن حکیم میں رب العالمین نے ارشاد فرمایا ہے ان الشرک لظلم عظیم بلاشبہ شرک ظلم عظیم ہے اور فرمایا ان اللہ لایغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذالک لمن یشاء ومن یشرک باللہ فقد ضل ضلا" بعیدا○ (النساء ایت ۱۱۶)

ترجمہ" : اللہ پاک اس گناہ کو نہیں بخشیں گے کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا (اور گناہ) جس کو وہ چاہیں گے بخش دیں گے' اور جس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بنایا وہ راستے سے دور جا پڑا۔"

معلوم ہوا کہ شرک کی معافی ہرگز نہیں ہوگی' اور جو دین حنیف اسلام کے علاوہ کوئی دوسرا طریقہ مذہب اختیار کرے گا اس کی بھی بخشش نہیں ہوگی' کیونکہ اس قسم کے لوگوں کا دین حنیف' اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے' دین حنیف' اسلام سے دور رہنا اور کسی دوسرے مذہب سے چپکے رہنا یہ بھی شرک ہے اگرچہ پوجنے میں شرک نہ کرے' چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ومن یبتغ غیر الاسلام دینا" فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخاسرین○ (سورہ آل عمران ۸۵)

ترجمہ" : اور جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا طالب ہوگا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا' اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔"

اور فرمایا ان الدین عنداللہ الاسلام (سورہ آل عمران ۱۹)

ترجمہ : بیشک دین تو اللہ پاک کے نزدیک صرف اسلام ہی (پسندیدہ) ہے۔

بہرکیف قرآن وحدیث کی تصریحات کے بعد یہ بات بالکل واضح اور بے غبار ہوگئی ہے کہ تمام چیزوں کا رخ موثر حقیقی اللہ رب العزت کی جانب ہی کرنا چاہئے' اسلام' دین حنیف کی ان روشن تعلیمات کے باوجود مسلمان بالخصوص مسلم خواتین میں جاہلانہ و احمقانہ نظریات پر قائم بہت سی شرکیہ رسمیں اب بھی پائی جاتی ہیں' انہیں رسموں میں سے صفر المظفر میں "تیرہ تیزی" کی ایک وہمی شرکی رسم بھی مردوں میں کم مگر عورتوں میں بہت زیادہ پائی جاتی ہے' یعنی صفر المظفر کے شروع کے تیرہ دن انتہائی منحوس خیال کئے جاتے ہیں جن میں شادی بیاہ کی تقریبات تک روک دی جاتی ہیں' کوئی نیا کام شروع کرنے سے بھی اجتناب کیا جاتا ہے۔ حتیٰ کہ ان ایام میں بچہ کی پیدائش کو بھی (بعض علاقوں میں) بری نظر سے دیکھا جاتا ہے' اور اگر خدانخواستہ کوئی غیر مناسب واقعہ پیش آبھی جاتا ہے تو اس کو نووارد مہمان سے جوڑ کر اس کو نحوست سے تعبیر کیا جاتا ہے' جو سراسر جاہلانہ' احمقانہ' اور واہمانہ تصور ہے' بلاشبہ سعد و نحس کا تصور قطعاً" اسلامی نہیں ہے' مسلمانوں کو ایسے نظریات فاسدہ اور وہمی تخیلات سے گریز کرنا چاہئے اور توبہ کرنی چاہئے۔ اور یقین کرلینا چاہئے' کہ جو کچھ بھی ہوتا ہے وہ صرف اور صرف ایک اللہ پاک کی مقدس و بابرکت ذات سے ہوتا ہے' بغیر اس کے حکم و منشاء کے کوئی چیز کسی کو نہ نفع دے سکتی ہے نہ ہی نقصان۔

ارشاد باری ہے قل اتعبدون من دون اللہ مالا یملک لکم ضرا ولا نفعا (مائدہ آیت ۷۶)

کیونکہ تم خدا کے سواء ایسی چیزوں کی کیوں پرستش کرتے ہو جس کو تمہارے نفع اور نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں۔

بلاشبہ اللہ پاک دنیا کی ہر چیز پر مکمل قدرت رکھتے ہیں' اس کی قدرت اور کرشمہ سازی و حکمت و مصلحت میں کسی بھی مخلوق کا کوئی دخل نہیں ہے۔ ان اللہ علی کل شیئی قدیر

بعض کتب تصوف میں ایک حدیث لکھی ہوئی ملتی ہے من بشرنی بخروج صفر بشرتہ بالجنۃ یعنی حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص مجھ کو ماہ صفر کے گزر جانے کی بشارت دے گا میں اس کو جنت کی بشارت دوں گا۔ بعض احباب نے اس حدیث کو بنیاد بنا کر اس ماہ صفر الخیر کی نحوست پر استدلال کیا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے اور اس کے مختلف جوابات ہوسکتے ہیں۔

۱۔ الجواب : اس حدیث طیبہ میں ماہ صفرالخیر کی نحوست کا کہیں بھی کوئی واضح لفظ یا اشارہ نہیں ہے' جب اس میں نحوست کا تذکرہ ہی نہیں تو خوانخواہ اس کو نحوست کی دلیل سمجھنا یقیناً" ناانصافی ہے۔

۲۔ الجواب : بلکہ اصل بات یہ ہے کہ نبی اقدس ﷺ کی وفات چونکہ ماہ ربیع الاول میں ہونے والی تھی اور آپ بقاء اللہ مسبوق بالموت کے مشتاق تھے بس اسی وجہ سے ربیع الاول کی ابتداء اور صفر کے انتہاء کی خبر کا آپ ﷺ کو شدت سے انتظار تھا۔

لہٰذا نحوست صفر کے لئے یہ دلیل ثبوتاً" و دلالتاً" دونوں طرح مخدوش ہے' یعنی نہ تو یہ حدیث سے ثابت ہے اور نہ ہی اس مضمون پر دال ہے' اس کا مدلل بر تقدیر قطع نظر از عدم ثبوت یہ ہے کہ آپ ﷺ رب العالمین سے ملاقات کے لئے بے چین تھے لہٰذا دعوائے نحوست منہدم و معدوم ہوگیا۔

۳۔ الجواب : اس حدیث کا تحقیقی جواب یہ ہے کہ اس روایت کو جلیل القدر روایت حضرت ملا علی قاریؒ رحمتہ اللہ علیہ نے موضوع اور بے اصل قرار دیا ہے' اس طرح کی من گھڑت روایت سے استدلال کرنا گمراہی کی بات ہے' جبکہ دوسری طرف صحیح احادیث ہیں۔

بہرحال اصفر المظفر کے متعلق جو فاسد خیالات دور جاہلیت میں لوگوں کے ذہن میں تھے' اور جو توہمات ہمارے اس زمانے میں پائے جاتے ہیں' سب بے بنیاد اور من گھڑت ہیں' قرآن و حدیث' صحابہ و تابعین' ائمہ مجتہدین اور سلف صالحین' کسی سے بھی ان کا کچھ ثبوت نہیں ہے بلکہ نبی اقدس ﷺ نے اپنے ارشادات کے ذریعے صفر کے متعلق تمام باطل خیالات کی تردید فرمائی ہے' اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین حنیف' اسلام' کی صحیح فہم عطاء فرمائیں آمین ثم آمین یا الرب العالمین

بقیہ : شبوق

کہ ان کا دین محمدی سے کوئی رشتہ نہیں ان کی ساری محنت دماغ پر ہوتی ہے۔ اس کے مقابل انبیاء اور وارثین انبیاء لوگوں کے دلوں سے روحانی گندگی نکالتے ہیں اور ان کے قلوب کی صفائی کرتے ہیں۔ آج بھی آپ مرزا طاہر کی محنت کا میدان دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ وہی دماغی کاوشیں اور شیطانی چالیں ہیں اور ادھر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ہو یا انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ ان کے سربراہوں کو دیکھیں تو آپ کو شیخ المشائخ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب اور مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب یا مولانا عبدالحفیظ مکی ملیں گے یہ سب کے سب دلوں پر محنت کرنے والے طبقے کے لوگ ہیں اور دلوں پر ہی محنت کرتے ہیں۔

آخر میں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب کی خدمات کو قبول فرمائے اور مسلمانوں کو سمجھنے کی توفیق دے۔ (آمین ثم آمین)

(دوسری قسط)

مولانا عبداللطیف مسعود......ڈسکہ

مرزا قادیانی کی چند سچی باتیں

چنانچہ مرزا صاحب تحریر کرتے ہیں کہ:

○ مگر وہ باتیں جو مدار ایمان ہیں اور جن کے قبول کرنے اور جاننے سے ایک شخص مسلمان کہلا سکتا ہے وہ ہر زمانہ میں برابر طور پر شائع ہوتی رہیں۔ (کرامات الصادقین ص ۲۰ خزائن ص ۶۲ ج ۷)

○ یہ کلام (قرآن مجید) ہمیشہ زندہ رہے گا' اس کی تعلیم کو تازہ رکھنے والے اور اس کا نفع لوگوں کو پہنچانے والے ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے........ بلکہ اس جگہ مع حفاظت ظاہری حفاظت فوائد و تاثرات قرآنی مراد ہیں۔ (شہادۃ القرآن ص ۳۵ طبع لاہور)

○ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون کے تحت لکھتے ہیں کہ:

" حالانکہ ذکر کا لفظ بھی صریح گواہی ہے کہ قرآن بحیثیت ذکر ہونے کے قیامت تک محفوظ رہے گا اور اس کے حقیقی ذاکر ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے........ کوئی حصہ تعلیم قرآن کا برباد اور ضائع نہیں ہوگا اور جس طرح روز اول سے اس کا پودا دلوں میں جمایا گیا یہی سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا"۔ (شہادۃ القرآن ص ۳۵ طبع لاہور)

○ دوسرے ایسے ائمہ اور اکابر کے ذریعہ سے جن کو ہر ایک صدی میں فہم قرآن عطا ہوا ہے جنہوں نے قرآن شریف کے اجمالی مقامات کی احادیث نبویہ کی مدد سے تفسیر کرکے خدا کے پاک کلام اور پاک تعلیم کو ہر ایک زمانہ میں تحریف معنوی سے محفوظ رکھا۔ (ایام الصلح ص ۵۵ خزائن ۲۸۸ ج ۱۴)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا چاروں اقتباسات میں واضح طور پر مرزا صاحب گواہی دے رہے ہیں کہ جیسے قرآن مجید کے الفاظ و حروف روز اول سے آج تک اور ہمیشہ تک محفوظ اور باقی رہیں گے اسی طرح اس کے مطالب و مفاہیم بھی محفوظ رہیں گے نیز ہر نظریہ اور عقیدہ اور دیگر اصول و احکام بھی من و عن روز اول سے آخر تک برابر یکساں طور پر واضح اور مشہور رہیں گے۔

مسئلہ توحید ہو یا مسئلہ ختم نبوت یا مسئلہ نزول و حیات مسیح وغیرہ تمام امور برابر اور مسلسل ہر دور میں یکساں اور واضح طور پر افراد امت کے اذہان و قلوب میں راسخ اور جاگزین رہی ہیں کسی بھی زمانہ اور دور میں یہ امور مخفی' اجمالی اور غیر واضح نہیں رہے۔ لہٰذا اب کوئی اگر یہ کہنے لگے کہ ختم نبوت کا یہ مفہوم ہے کہ مستقل نبی نہیں آسکتا مگر ظلی آسکتا ہے تو یہ بالکل الحاد ہوگا' گمراہی ہوگی یا کوئی کہے توفی مسیح کا یہ مطلب ہے رفع و نزول کا یہ مفہوم ہے تو یہ محض زندقہ اور گمراہی ہوگا۔ بلکہ اصول بالا کے تحت ان کا وہی مفہوم ہوگا جس کو ہر دور میں ائمہ امت کی تفہیم سے افراد امت حرز جان بنائے ہوئے ہیں۔

خواب' کشف اور الہام کا سچا ہو جانا:

اس سلسلہ میں مرزا صاحب لکھتے ہیں کہ:

☆ بعض دفعہ فاسقوں' اور غایت درجہ بدکاروں کو بھی سچی خوابیں آجاتی ہیں بلکہ بعض پرلے درجے کے بدمعاش اور شریر آدمی ایسے مکاشفات بیان کیا کرتے ہیں کہ آخر وہ سچے نکلتے ہیں بلکہ میں یہاں تک مانتا ہوں کہ تجربہ میں آچکا ہے کہ بعض اوقات ایک نہایت درجہ کی فاسقہ عورت جو کنجریوں کے گروہ میں سے ہے جس کی تمام جوانی بدکاری ہی میں گزرتی ہے کبھی سچی خواب دیکھ لیتی ہے اور زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ ایسی عورت کبھی ایسی رات میں بھی کہ جب وہ بادہ بہ سرو آشنا بہ بر کا مصداق ہوتی ہے کوئی خواب دیکھ لیتی ہے اور وہ سچا ہوتا ہے (مرزا صاحب کی کتاب توضیح مرام ص ۸۴ ' ۸۵ سائز خورد)

فائدہ : اصل مفہوم کے ساتھ مرزا صاحب کا تجربہ بدکاراں بھی قابل توجہ بات ہے

☆ دوسری جگہ تحریر کرتے ہیں کہ:

"ممکن ہے کہ ایک خواب سچی بھی ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو اور ممکن ہے کہ ایک الہام سچا ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو کیونکہ اگرچہ شیطان بڑا جھوٹا ہے لیکن کبھی سچی بات بتلا کر دھوکا دیتا ہے تاکہ ایمان چھین لے"۔ (حقیقت الوحی ص اول)

☆ بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدین اور چور اور حرام خور اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ ان کو بھی کبھی سچی خوابیں آجاتی ہیں۔ انہوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں۔ (حقیقت الوحی ص ۳ خزائن ص ۵ ج ۲۲ طبع لاہور)

☆ اس تقریر سے ہمارا مدعا یہ ہے کہ کسی شخص کا محض سچی خوابیں دیکھنا یا بعض سچے الہامات کا مشاہدہ کرنا یہ امر کسی کمال پر دلیل نہیں بلکہ یہ محض دماغ کی بناوٹ کا ایک نتیجہ ہے اس وجہ سے

اس میں نیک یا راست ہونے کی شرط نہیں اور نہ مومن اور مسلمان ہونا اس کے لئے ضروری ہے۔

(حقیقۃ الوحی ص ۱۰ خزائن ص ۱۱ ج ۲۲ طبع ربوہ)

☆ اور ان کو بعض سچی خوابیں آجاتی ہیں (جیسے مرزا جی کو) اور سچے کشف ظاہر ہوتے ہیں جن میں کوئی مقبولیت اور محبوبیت کے آثار نہیں ہوتے۔

(حقیقۃ الوحی ص ۲۰ خزائن ص ۲۲ ج ۲۲)

☆ اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہڑی یعنی بھنگن تھیں جن کا پیشہ مردار کھانا اور ارتکاب جرائم کا تھا انہوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں اس سے بھی عجیب تر یہ کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے کنجر جن کا دن رات زنا کاری کام تھا ان کو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں انہوں نے بیان کیں اور وہ پوری ہوگئیں اور بعض ایسے ہندوؤں کو بھی دیکھا کہ جو نجاست شرک سے ملوث اور اسلام کے سخت دشمن ہیں بعض خوابیں ان کو جیسا کہ دیکھا گیا تھا' ظہور میں آگئیں۔ حقیقۃ الوحی ص ۳ (لہٰذا اگر مرزا جی کا کوئی الہام یا خواب صحیح نکل آیا تو کیا فرق پڑے گا)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا چھ اقتباسات سے صاف معلوم ہوگیا کہ خواب' کشف اور الہام وغیرہ کوئی حق و صداقت کا معیار نہیں' کیونکہ یہ تو کافروں' بدمعاشوں' مشرکوں' زانیوں دشمنان اسلام اور خاص کر بقول مرزا صاحب سچا خواب کنجریوں اور زنا کار بدکار عورتوں کو بھی آسکتا ہے چوہڑیوں اور بھنگنوں کو بھی سچا خواب آجاتا ہے' تو پھر مرزائیوں کا مرزا قادیانی کے خوابوں' مکاشفوں اور الہامات کے پلندے شائع کرنے اور دکھانے کا کیا فائدہ ہوگا؟ کہ حضرت صاحب کا یہ کشف صحیح نکل آیا' یہ خواب درست نکلا' دیکھئے مرزا صاحب نے سچی بات کردی کہ یہ کوئی معیار صدق نہیں سچے خواب اور کشف تو کنجریوں اور بدمعاشوں کے بھی ہوجاتے ہیں سچے الہام شیطان کے بھی ہوتے ہیں۔ کسی الہام یا کشف کا سچا ہو جانا کوئی خوبی یا کمال کی بات نہیں یہ تو محض دماغی بناوٹ ہوتی ہے اس کے لئے ایمان یا اسلام شرط نہیں۔ تو جب ایمان و اسلام شرط نہیں۔ تو ان کی بناء پر کسی کو مہدی' مجدد یا مسیح موعود کیسے تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ لہٰذا قادیانیوں کا مرزا قادیانی کے الہامات اور کشوف کے مجموعے تذکرہ' اور البشریٰ نامی پلندے چھاپنا اور ان کو مرزا صاحب کی صداقت کی دلیل بنانا محض جہالت و حماقت ہوگی۔ اس سے مرزا جی کا کوئی منصب ثابت نہیں ہوسکتا۔

الہام وحی کا دوسرا معیار:

مرزا صاحب رحمانی الہام کے بارہ میں لکھتے ہیں کہ:

"اور نیز یاد رہے کہ خدا کے مکالمات ایک خاص برکت اور شوکت اور لذت اپنے اندر رکھتے ہیں اور چونکہ خدا سمیع و علیم اور رحیم ہے اس لئے وہ اپنے متقی اور راست باز اور وفادار بندوں کو ان کے معروضات کا جواب دیتا ہے اور یہ سوال جواب کئی گھنٹوں تک طول پکڑ سکتے ہیں۔"

شیطانی الہام:

ماسوا اس کے شیطان گناہ گار ہے اپنی زبان میں فصاحت اور روانگی نہیں رکھتا اور گونگے کی طرح وہ فصیح اور کثیر التعداد باتوں پر قادر نہیں ہوسکتا صرف ایک بدبودار پیرایہ میں فقرہ دو فقرہ دل میں ڈال دیتا ہے۔ اس کو ازل سے یہ توفیق ہی نہیں دی گئی کہ وہ لذیذ اور باشوکت کلام کرسکے...... اور نہ وہ بہت دیر تک چل سکتا ہے گویا جلدی میں تھک جاتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی ص ۳۹ تا ۴۰ والبشریٰ ص ۳۰، ۲۰ حصہ اول)

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمائیے مرزا صاحب نے کتنی صحیح بات لکھی ہے۔ آپ نے شیطانی اور رحمانی الہام اور کلام میں کتنا واضح خط امتیاز کھینچ کر فیصلہ کردیا ہے۔ اب اس معیار پر قادیانیوں کے شائع کردہ قادیانی الہامات اور کشوف کو پرکھ لیں۔ آیا وہ رحمانی ہیں یا شیطانی؟ فرمائیے۔

(قادیانی تذکرہ ص ۷۷ پر مذکور الہام' تین استرے' ایک عطر کی شیشی' رحمانی ہو سکتا ہے؟)

فرمائیے اس میں کونسی لذت اور طوالت ہے' الہام نمبر ۲ امین الملک جے سنگھ بہادر تذکرہ ص ۶۷۲ فرمائیے اس میں کونسی معنویت' افادیت اور کشش ہے۔ الہام ص ۳ شکار مرگ۔ البشریٰ ص ۹۴ ج ۲

فرمائیے اس میں کتنی فصاحت و بلاغت مخفی ہوئی ہے؟ ناظرین کرام تمام مجموعہ الہامات اسی طرح کٹے پھٹے اور مضحکہ خیز چیتھڑے ہیں جن میں کسی قسم کی کوئی معنویت' کشش اور لذت نہیں جن پر کوئی غیر جانبدار آدمی اچٹتی سی نظر ڈال کر بھی ان کی مقبولیت کا قائل نہیں ہوسکتا۔

صرافہ بازار میں سونے کی قدیم دکان
صراف حاجی صدیق اینڈ برادرس
اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
کندن اسٹریٹ صرافہ بازار کراچی
فون نمبر ۷۲۵۸۰۳۰

آہ مولانا عبدالہادی شیخوپورہ

مولانا عبدالہادی ناظم اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت شیخوپورہ ۸ مئی کو انتقال فرمائے

انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم درد دل رکھنے والے متحرک و فعال عالم دین تھے۔ شیخوپورہ ضلع میں دینی معاملات میں پیش پیش رہتے تھے۔ قادیانیت دشمنی وراثت میں ملی۔ آپ کے والد محترم مولانا محمد احمد میاں علی ڈوگراں ضلع شیخوپورہ حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے چہیتے اور شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہور رحمۃ اللہ علیہ کے مرید اور مجلس احرار اسلام کی باقیات میں سے ہیں۔ ضلع شیخوپورہ میں قادیانیت کے محاذ کو سنبھالے ہوئے تھے۔ سیاسی طور پر جمعیت علماء اسلام اور اصلاحی تعلق خانقاہ عالیہ قادریہ راشدیہ شیرانوالہ لاہور سے منسلک تھے۔ شیخوپورہ محلہ احمد پورہ میں جامعہ محمودیہ کے نام سے تعلیمی ادارہ قائم کیا جامع مسجد جامعہ توحیدیہ میں خطابت کے فرائض سرانجام دیتے تھے۔

مرحوم کی وفات سے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اپنے مقامی ناظم اعلیٰ، جمعیت علماء اسلام کے مخلص کارکن اور جامعہ توحیدیہ خطیب سے محروم ہوگئے۔ آخر عمر میں قادیانیت کے خلاف خاصے سرگرم نظر آتے تھے۔ رمضان المبارک سے لے کر ضلع شیخوپورہ میں مختلف مقامات پر ختم نبوت کانفرنسیں رکھیں۔ بندہ سے جب بھی ملاقات ہوئی اپنے ضلع میں ختم نبوت کا کام تیز کرنے کی تڑپ لئے ہوئے تھے۔ بندہ سے برادرانہ تعلق تھا۔ چنانچہ بندہ ۹ مئی ۱۹۹۷ء جمعۃ المبارک کے خطبہ کے لئے فاروق آباد گیا۔ فاروق آباد مجلس کے امیر حاجی محمد حسین جنجوعہ نے اطلاع دی۔ تو بندہ نے تعزیت کے لئے جانے کا کہا تو مولانا محمد اسلم قادری ناظم اعلیٰ مجلس نے گاڑی کا بندوبست فرمایا۔ جب میاں علی ڈوگراں پہنچے تو مرحوم کے والد محترم مولانا محمد احمد سراپا عجز و انکسار اور تسلیم و رضا نظر آئے۔ بندہ اپنے مرحوم فرزند حسن معاویہؓ کی وفات سے خاصا رقیق القلب ہوگیا ہے۔ مولانا سے ملاقات میں دھاڑیں مار کر رونے کو جی چاہتا تھا لیکن موصوف کی کیفیت سے خاصی ڈھارس بندھی کہ بوڑھاپے میں انہیں تسلیم و رضا کا پیکر پایا۔ تعزیت کا اظہار کیا تو موصوف کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ اور فرمایا کہ شوگر کی وجہ سے گردوں اور پھیپھڑوں نے کام چھوڑ دیا۔ تا آنکہ وقت موعود آپہنچا۔ اور بوڑھے والدین کو روتے ہوئے اس دنیا سے رحلت فرماگئے۔ خداوند قدوس مرحوم کی خدمات کو قبول فرماتے ہوئے ان کی سئیات سے درگزر فرمائیں۔ پسماندگان میں بوڑھے والدین کے علاوہ ایک بیٹا اور چار بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔

تعزیتی بیان

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنماؤں حضرت اقدس مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم، محقق العصر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ، حضرت مولانا عزیز الرحمان جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا خدابخش، صاحبزادہ طارق محمود، محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا بشیر احمد، سمیت تمام مبلغین و رہنماؤں نے مرحوم کی وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے ان کی مغفرت اور پسماندگان کے لئے صبر جمیل کی دعا کی۔

ادارہ ختم نبوت مولانا محمد احمد صاحب کے غم میں برابر کا شریک اور دعاگو ہے کہ پروردگار عالم مرحوم کے گناہوں سے درگزر فرماتے ہوئے ان کی مغفرت فرمائیں اور ان کی خدمات کو شرف قبولیت سے سرفراز فرمائیں۔ تمام قارئین سے استدعا ہے کہ وہ مرحوم کے لئے مغفرت کی دعا فرمائیں۔

مرسلہ : مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

حمد باری تعالیٰ

حافظ عبدالرحمان کلاچوی

ہے خوب یا رب کمال تیرا
ہے ہر ذرے میں جمال تیرا
سوچ لیں ہم تو ساری دنیا
ہماری خاطر سوال تیرا
کون اتنے جہاں کو دیکھے
ہے صرف مالک سنبھال تیرا
نہیں پوشیدہ کوئی شے تجھ سے
بتا ہے جو کچھ یہ خیال تیرا
بچے گا ہرگز نہ تیرا دشمن
نہیں ہے مالک زوال تیرا
رہا جو حافظ ایمان کامل
نہ رب دیکھے گا اعمال تیرا

دنیا بھر میں لاتعداد شائقین
روح افزا
نوش جاں کرتے ہیں
اور اکثر اسے تناول بھی
فرماتے ہیں
معیار
قیمت پر
روح افزا کا یہ متنوع استعمال
آپ کو نئے ذائقوں سے روشناس کرائے گا۔
ہمدرد
روح افزا
مشروب مشرق
SHARBAT
ROOH AFZA
REGD.
Adarts-HRA 6/97

بارہویں عالمی

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے زیر اہتمام

سالانہ

عظیم الشان ختم نبوت کانفرنس برمنگھم

بتاریخ ۱۰ اگست ۱۹۹۷ء بمقام جامع مسجد برمنگھم ۱۸۰ بیلگریو روڈ برمنگھم

صبح ۹ بجے تا شام ۷ بجے بروز اتوار

زیر سرپرستی حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

کانفرنس کے چند عنوانات

مسئلہ ختم نبوت • حیات و نزول عیسیٰ علیہ السلام • قادیانیت کے عقائد و عزائم

مسئلہ جہاد • مرزائیوں کی اسلام دشمنی اور انکی دہشت گردی

کانفرنس میں جوق در جوق شرکت فرما کر ثابت کریں کہ ہم قادیانیت کو پنپنے نہیں دیں گے اور ان کا تعاقب جاری رکھیں گے، کانفرنس کو کامیاب بنانا تمام مسلمانوں کا فریضہ ہے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت 35 اسٹاک ویل گرین لندن ایس ڈبلیو 9.9 ایچ زیڈ یوکے 071-7378199